ترجمہ رسالہ عملیہ

و

مناسک حج

فتاوے

فقیہ اعلم، مجتہد اعظم سرکار میرزا عبد الکریم زنجانی نجفی
مجتہد العصر نجف اشرف دام ظلہم

مترجمہ

جناب حکیم سید مصطفی الحسین صاحب

حسب الحکم

سرکار بڑی مہاراج کماری صاحبہ دام اقبالہا ریاست عالیہ محمود آباد

باہتمام محمد جواد نظامی پریس لکھنؤ میں چھپا

مجتهد اعظم نجف اشرف سرکار حجة الاسلام آیة الله فی الانام آقای میرزا عبد الکریم زنجانی نجفی

مجتهد العصر والزمان ادام ظله

بسمہ تعالیٰ

ترجمۂ رسالۂ شریفۂ

وسیلۃ النجاۃ

فتاوی حضرت مستنبطات حجۃ الاسلام آیۃ اللہ الملک العلام نائب الامام علیہ السلام اعلم العلماء العظام

مفتی الشیعۃ مدار الشریعۃ فقیہ اہل بیت العصمۃ الورع التقی النقی والعالم الربانی

آقا آقا میرزا عبد الکریم زنجانی نجفی مجتہد العصر الزمان نجف اشرف

ادام اللہ ظلہ علی الخواص والعوام ومتعنا بطول بقائہ علی کر الایام

آمین

عربی مطبوعہ درنجف اشرف بمطبعہ علویہ بتاریخ ۲۹ شہر رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۱ھ

(ترجمہ)

نظامی پریس لکھنؤ ۱۳۵۴ھ میں طبع ہوا

بسم الله الرحمن الرحیم

عمل باین رسالهٔ شریفه صحیح است و عامل بآن ماجور ومثاب است انشاء الله تعالی

صورة دستخط

الاحقر عبدالکریم الزنجانی الغروی



بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله ربّ العٰلمین وافضل صلواته و تسلیماته علی اشرف انبیائه محمد وآله الطّاهرین امّا بعد حضرة حجّة الاسلام والمسلمین آیة الله فی الارضین افضل الفقهاء الربّانیین اعلم العلماء

والمجتهدین الورع التقی النقی آقا مرزا عبد الکریم
الزنجانی النجفی منع اللہ المسلمین بطول بقائہ
کے فتاوی مفصل طور پر عربی اور فارسی زبان میں کئی رسالوں
میں جن میں سے بعض مطبوع اور بعض اب تک چھپے نہیں
اسلامی شہروں میں منتشر اور مشتہر ہو چکے ہیں، مگر باوجود
تعدّد اُن میں کوئی رسالہ ایسا نہ تھا جو آسانی سے یاد
کر لیا جاتا اور ذہن میں محفوظ رہتا اور جن میں مہمات مسائل
قابل تقلید پائے جاتے۔ بناءً علیہ بعض فضلاء نجف اشرف نے
محض شریعت مطہرہ کی خدمت گذاری اور خدا کی خوشنودی
کے لئے اس مجموعہ کو مرتب کیا۔ جس میں روزمرّہ کی ضرورت
کے بڑے بڑے مسائل حضرت آقائے محترم مدّظلہ کے
فتاویٰ کے مطابق درج کئے ہیں جو آقائے ممدوح کے

مفصل رسائل سے انتخاب کئے گئے ہیں اور حضرت آقائے محترم کو یہ مجموعہ دکھلا لیا گیا ہے۔ اِس کا نام

"وسیلۃ النّجاۃ" ہے

"مُقدّمہ" مسائل تقلید کے بیان میں

(مسئلہ ۱)

کسی ایک خاص مجتہد کے تفصیلی فتاوی کو ضرورت کے وقت اُن پر عمل کرنے کیلئے سیکھنا اِسی کو تقلید کہتے ہیں، خواہ اُن پر عمل کرنے کی ضرورت پڑے یا نہ پڑے۔

(مسئلہ ۲)

ہر مکلّف پر خواہ جاہلِ محض ہو یا کچھ پڑھا لکھا ہو یعنی اجتہاد کے درجہ پر نہ پہونچا ہو واجب ہے کہ عبادات اور

معاملات میں تقلید کرے یا پھر احتیاط پر عمل کرے۔ مگر جن مواقع پر احتیاط پر بھی عمل کرنا ناممکن ہو جائے وہاں تقلید واجب ہو جائے گی۔

مسئلہ ۳

ہر مسئلۂ فروعی میں جو ضروری ہو اور مکلف کو اُس مسئلہ کا علم نہ ہو تقلید لازم ہو گی۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی مسئلہ میں یقینی علم رکھتا ہو اور فتویٰ مجتہد اعلم کا اُسکے یقین کے خلاف ہو پس اگر مجتہد اعلم کے اُس فتویٰ کے علم سے اُس کا یقین زائل ہو جائے تو اِس مسئلہ میں تقلید مجتہد کی واجب ہو گی۔

مسئلہ ۴

احتیاط پر عمل کرنا مطلق جائز ہے خواہ احتیاط کے سبب سے بار بار عمل کرنا پڑے۔ مثال احتیاط یہ ہے کہ اگر

کسی شخص پر قبلہ کا رخ مشتبہ ہے تو احتیاط یہ ہے کہ چاروں طرف منھ کرکے چار نمازیں پڑھے۔ یا مثلاً لباس ساتر دو ہی ہیں کہ انھیں میں اُسے نماز پڑھنا پڑے اور نجاست مشتبہ ہے کہ کون سا پاک اور کونسا نجس ہے تو احتیاط یہ ہوگی کہ دونوں میں ایک ایک دفعہ نماز پڑھے لیکن احوط یہ ہے کہ عبادات میں اجتہاد یا تقلید کو ایسی احتیاط پر مقدم جانے۔ جس سے بار بار عمل کرنا پڑے۔

(مسئلہ ۵)

احوط یہ ہے کہ تقلید اعلم کو واجب جانے۔ اور اعلم کی تلاش اُس شخص پر واجب ہے جس کو اعلم کے موجود ہونے کا علم ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ اعلم اور غیر اعلم کے فتاوی میں اختلاف ہے۔ اور اگر مجتہد اعلم کے وجود کا علم نہ ہو یا دو مجتہدوں کو بہ حیثیت علم کے برابر جانتا ہو تو جس کی چاہے تقلید کرلے۔ یہاں تک بھی جائز ہوگا کہ بعض مسائل میں

ایک کی تقلید کرے بعض میں دوسرے کی۔ مگر بہتر یہ ہوگا کہ برابری کی صورت میں جو زیادہ پرہیزگار۔ زیادہ عادل، اور اسکا زیادہ اعلم ہونا سمجھا جاسکتا ہو اُس کی تقلید کرے۔

(مسئلہ ۶)

جس صورت میں مکلف کے لئے اعلم کی تقلید ناممکن ہو یعنی اُس تک نہ تو خود پہونچ سکے نہ مراسلت کے ذریعے اس سے دریافت فتاوی کرسکے اُس تک سفر بھی ناممکن ہو غرضکہ تمام ذرائع دریافت مسائل کے اس سے منقطع ہوں نہ اسکا عملیہ رسالہ اسکے پاس ہو تو اختیار رہے چاہے غیر اعلم کی تقلید کرے خواہ احتیاط پر عمل کرے لیکن غیر اعلم کی تقلید کرنے میں یہ شرط بھی ہے کہ اگر دس پانچ یا زیادہ مجتہد ہیں تو جس کا علم زیادہ۔ استنباط بہتر۔ اور دوسروں کی بہ نسبت حکم خدا کا زیادہ تر سمجھنے والا ہو اُس کی تقلید کرے۔

مسئلہ

اگر کوئی شخص مجتہد اعلم یا غیر اعلم تک نہیں پہونچ سکتا تو تا امکان احتیاط پر عمل کرے۔ اور اگر احتیاط بھی اس سبب سے ناممکن ہو کہ طریقہ احتیاط سے ناواقف ہے یا سختی اور حرج میں گرفتار ہوا جاتا ہے تو ایسی صورت میں اگر شہرت کا حاصل کرنا ممکن ہے تو تحقیق شدہ شہرت پر عمل کرے۔ یا اُسی شہرت کو تسلیم کرلے جو دو عادل یا ایک ہی عادل سے حاصل ہوجائے۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اکثر علماء زندہ کے اقوال کو معتبر سمجھ کر شہرۃ محققہ حاصل کرلے۔ اگر یہ بھی غیر ممکن ہو تو پھر مجتہدین متوفّی میں سے جس کو سب سے زیادہ قابل وثوق خیال کرے اسکی طرف رجوع کرے مگر اس شرط سے کہ اُن میں سے بھی اسی کا انتخاب کرے جس کا علم دوسرے مجتہدین میت میں سے سب سے زیادہ ہو۔ استنباط بہتر اور حکم خدا کا زیادہ تر سمجھنے والا ہو۔ ورنہ انتخاب کرنے میں جس کے بھی اجتہاد کا یقین حاصل ہوجائے بلا کسی قید کے

تقلید کرے۔ اگر یہ بھی غیر ممکن ہو تو پھر بالکسی قید کے حکم خدا
ہونے کے ظن پر عمل کرے۔ اگر حصول ظن بھی ناممکن ہو تو پھر
احتمال پر عمل کرے۔ اور جب کبھی مجتہد مل جائے تو اوسکے
فتاوی سے اپنے عمل کو ملالے اور یہ دیکھے کہ مطابق تھے یا نہیں
اگر اُسکے فتاوی کے مخالف عمل کرچکا ہے تو اعادہ یا قضا کرے
مثلاً اگر کوئی شخص کسی ایسے مقام میں ہے جیسے صحرائے افریقیہ
یا دیگر اقصائے بلاد جہاں کوئی ذریعہ اُسکے پاس تقلید کے لئے
حاصل نہیں ہوسکتا تکلیف شرعی اُس سے ساقط نہ ہوگی۔ پس
ایسی حالت میں جوکچھ پہلے لکھا جاچکا ہے۔ علی الترتیب اُس کے
مطابق عمل کرتا رہے۔ اور پھر جب دسترس ہو اپنے اعمال کو
فتاوی کے مطابق جانچے اگر مطابق فتاوی عمل کیا تھا صحیح ہیں
ورنہ مطابق فتاوی دوبارہ عمل کرے۔ اور ایسا ہی حکم ہے اس
شخص کے اتمام عبادۃ میں جو اثنا ء نماز میں شک کرے کہ
تقلید کی ہے یا نہیں۔

مسئلہ ۸

اگر کسی عامی نے بغیر تقلید و احتیاط عمل کیا ہے تو اگر جاہل مقصر تھا اور اثنا عمل میں متنبہ ہوا اور متردد ہو گیا، اس کا عمل باطل ہے اور عامل گنہگار ہوگا یا غافل تھا کسی طریقہ سے بہ نیت قربت اس نے عمل کیا ہے، ایسی صورت میں اُس کا عمل اگر اُس مجتہد کی رائے کے مطابق ہوا تھا جس کی تقلید عمل کرنے کے وقت واجب تھی یا اعلم عصر کے فتویٰ کے مطابق ہے جس کی تقلید بعد عمل کی ہے تو اس کا عمل درست ہے۔ ورنہ نہیں۔ اور اگر جاہل قاصر تھا تو اگر اس کا عمل اعلم عصر حاضر یا ایسے مجتہد کے فتوی کے مطابق ہو گیا۔ جس کی تقلید سے تنبہ کے وقت قاصر رہا ہے تو صحیح ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۹

کون مجتہد اِس قابل ہے کہ اوسکی تقلید کرنا صحیح ہوگی ؟

اس میں چند شرطوں کا پایا جانا ضرور ہے۔

اول۱ ۔ "بلوغ"

دوسرے۲ ۔ "عقل"

تیسرے۳ ۔ "اثنا عشری ہونا"

چوتھے ۔ "عادل ہونا"

پانچویں ۔ "احکام دین میں اجتہاد"

چھٹے۶ ۔ "طہارت مولد یعنی ولد الزنا نہ ہونا"

ساتویں ۔ "عام طور سے اسکا حافظہ اور لوگوں سے اتنا کم نہ ہو کہ اپنے مقاصد اور مدارک تقریر کو ضبط نہ کرسکے اور محفوظ نہ رکھ سکے"

آٹھویں ۔ "اس کا فساد رائے۔ یا مقدمات انبساط میں سے کسی مقدمہ میں فساد معلوم نہ ہوا ہو۔

نویں ۔ "زندہ ہو کیونکہ شرع میں میت کی تقلید جائز نہیں"

دسویں ۔ "مرد ہونا علی الاحوط"

گیارھویں ۔ "آزاد ہونا علی الاحوط"

بارھویں :- اعلم ہونا علی الاحوط "

تیرھویں :- صاحب تقویٰ ہونا اور اپنے حالات میں پابندی کرنا۔ دنیا کی جانب مائل نہ ہو۔ مگر اتنا کہ جتنا علماء ربانیین نے میل فرمایا ہے نہ زخارف دنیا پر متوجہ ہو چنانچہ اس تفسیر میں جو امام کی جانب منسوب ہے منقول ہے ارشاد فرماتے ہیں :-

" مجتہدوں اور فقیہوں میں سے جو اپنے نفس پر قابو رکھنے والا دین کی حفاظت کرنے والا۔ اپنی خواہشوں کی مخالفت کرنے والا اور اپنے مولا کے حکم کا مطیع ہو عوام کو ایسے کی تقلید کرنا چاہئیے۔

(مسئلہ ۱)

کسی کی عدالت واجتہاد کے متعلق اگر مقلد خود اہل خبرہ سے ہے تو خود علم حاصل کرے یا دو عادلوں کی شہادت سے کہ وہ بھی اہل خبرہ سے ہوں تحصیل علم کسی کی عدالت واجتہاد کا کرے بشرطیکہ دو دوسرے عادلوں کی شہادت کے مخالف اور معارض نہو

یا اہل خبرہ کے ایک گروہ کے قول کے مخالف نہو کہ
ان کا قول مثل علم کے سمجھا جائے گا۔ یہی صورت اعلم اور اورع
ہونے کے ثبوت کیلئے ہوگی۔ لیکن جب ایسے علم کے حاصل
ہونے کی کوئی صورت نہ ہو تو مطلق ظن کسی کے اعلم ہونے کی
بابت کفایت سے بعید نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ وثوق واطمینان جو
حُسن ظاہر سے (کہ وجود مَلِکہ کی ایک قسم کا ظاہر کرنے والا ہے)
تحفظ مَلِکۂ عدالت کیلئے کافی ہے۔

(مسئلہ ۱۱)

مجتہد میت کی تقلید پر باقی رہنا صرف اُن مسائل میں
جائز ہے جو اُس کی زندگی میں سیکھ لئے تھے اور اسوقت تک
اُن پر عمل کرنا بھی درست ہے جب تک دوسرے مجتہد زندہ کو
اُس سے اعلم جانے۔ علی الاقوی۔ ایسی صورت میں اختیار ہے
چاہے سیکھے ہوئے مسائل میں مجتہد میت کی تقلید پر باقی رہے
خواہ مجتہد اعلم زندہ کی طرف اُن مسائل کی تقلید میں رجوع کرے

اگر جانتا ہے کہ مجتہدین زندہ میں سے کوئی اِس مجتہد سے زیادہ اعلم نہیں ہے تو اُس مجتہد میّت کی تقلید پر باقی رہنا واجب ہے اگر کسی مجتہد زندہ اَعلم کا عِلم حاصِل ہوجاسے تو تقلید میت سے تقلید زندہ کی طرف رجوع کرنا علی الاحوط والاقویٰ واجب ہے۔

(مسئلہ ۱۲)

چاہیئے کہ مجتہد میّت کی تقلید پر بقا مجتہد زندہ کے فتوے سے ہو۔ پس اگر بغیر مجتہد زندہ کے فتوی کے کوئی شخص مجتہد میّت کی تقلید پر باقی رہے تو وہ مثل اس شخص کے ہوگا جو بغیر تقلید کے عمل کرتا ہے۔

(مسئلہ ۱۳)

اگر کسی نے تقلید کسی مجتہد کی کی ہو اور اُسکے مرنیکے بعد کسی ایسے کی تقلید کرے کہ جس نے عدول کو دوسرے مجتہد کی طرف جائز یا واجب کیا ہو اور وہ بھی فوت ہوگیا اور پھر تیسرے مجتہد کی

تقلید کی جو میت کی تقلید پر باقی رہنے کو لازم جانتا ہو تو علی الاقوی دوسرے مجتہد کی تقلید پر باقی رہے نہ کہ اوّل کی۔

(مسئلہ ۱۴)

مسائل حل کرنے کے تین طریقے ہیں اول یہ کہ ایک ایک مسئلہ کو خود مجتہد کی زبان سے سُنے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دو عادل اس مسئلہ کو اس مجتہد سے نقل کریں۔ بلکہ علی الاقوی ایک عادل بھی کافی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ ایک مرد معتبر بھی نقل فتوے کیلئے کافی سمجھا جائے۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اُس مجتہد کے رسالہ سے مسائل اخذ کرے جس میں اُسکے فتاوی درج ہوں بشرطیکہ صحیح چھپے ہونے پر اطمینان ہو۔ یا استفتاء لکھ کر اُس سے پوچھے۔ بلکہ ایسی کتاب سے بھی جو اُس نے فن استدلال میں لکھی ہو اور اُسکے ترجیحات سے جو اس میں پائے جائیں اخذ مسائل کر سکتا ہے اور اگر

اس سے نقل کرنے والے لوگوں کے اقوال اور اُس کتاب میں
اختلاف پایا جاے تو اگر زبانی بیان کرنے والے بعد کے ہیں
تو کتاب کو چھوڑ کر اُن کی طرف رجوع کرے ورنہ کتاب کو
مقدم سمجھے۔ اور اگر زبانی بیان کرنے والوں اور کتاب میں
تعارض ہو تو جس کی تاریخ بعد کی ہو اُسے مانے اور اگر تاریخ
گڑ بڑ ہے تو دونوں پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ اور اگر
نقل قول کرنے والوں میں خود اختلاف ہے اور کسی طرح
اُنکا اجتماع ایک بات پر نہیں ہوسکتا تو پھر یہ چاہیئے کہ جسکے
اعمال میں زیادہ عدل اور ضبط پایا جاے اُسکے مطابق عمل کرے

(مسئلہ ۱۵)

کثیر الوقوع مسائل مثل شکیات و منافیات اور سجدہ سہو
وغیرہ کا جاننا واجب ہے اور اس واجب کو ترک کرنے والا فاسق
ہے مگر اس حالت میں فاسق نہ ہوگا کہ اس بات کا یقین رکھتا ہو
کہ ایسے خلجان میں مبتلا نہ ہوگا۔ اور اگر اُسنے ایسے مسائل

نہیں یاد کیئے تھے اور کسی نماز میں ایسے سہویات اُس سے نہیں ہوے تو اسکی نماز صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۱۶

احتیاط مطلق کو کسی وقت ترک نہ کرے۔ یا وہی اعلمیت کا لحاظ رکھتے ہوے کسی کی طرف رجوع کرے۔ لیکن اگر پہلے فتویٰ بیان کیا گیا بعد کو لفظ احوط لگایا گیا۔ یا پہلے لفظ "احوط" لکھا گیا اور بعد کو فتویٰ لگایا گیا۔ تو ایسی احتیاط کا ترک جائز ہوگا اور احتیاط صرف مستحب ہوگی۔

مسئلہ ۱۷

اگر مجتہد نے وفات پائی اور مقلد کو اُس کی موت کا علم نہ ہو تو حصول علم موت تک جتنے اعمال اُس کی رائے کے مطابق عمل میں لایا ہے درست ہوں گے۔ لیکن پھر ان کا بجالانا احوط ہے مطلقاً۔

پہلا مقصد طہارت کے بیان میں

اس میں ۲ دو فصلیں ہیں

پہلی فصل پانی کے متعلق احکام میں

جاننا چاہیئے کہ ہر قسم کے پانی طاہر بالذات ہیں۔ اور پاک کرنے اور نجس ہو جانے کے لحاظ سے اوسکی کئی قسمیں ہو گئی ہیں۔ پہلی قسم آب کر۔ دوسری آب جاری۔ تیسری آب قلیل چوتھی آب چاہ۔ پانچویں آب باراں۔

کُر کا بیان

آب کر وہ پانی ہے جو شاہی من کے وزن سے بیس مثقال کم چونسٹھ من ہو اور انگریزی سیر سے جو ہندوستان میں رائج ہے اسکا وزن دس من تین سیر چھ تولہ مساحت کے اعتبار سے ستائیس بالشت مکعب علی الاقوی اگرچہ فی الجملہ احوط یہ ہے کہ تینتالیس مکعب بالشت سے آٹھواں حصہ ایک بالشت کا کم ہو۔

اور اگر مذکورۂ بالا وزن سے ایک مثقال بھی کم ہوگا تو اُس کا حکم آبِ قلیل کا ہے۔ جو نجاست سے ملتے ہی نجس ہوجاتا ہے لیکن کر بھر پانی ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا۔ مگر یہ کہ اُسکے رنگ یا بو یا مزے میں فرق آجائے۔ جیسا کہ نجس کرنے والی چیز کا ذائقہ یا رنگ یا بو ہوتی ہے یا اس سے ملتا جلتا ذائقہ بو یا رنگ ہوجائے۔ رہا آبِ جاری اُسکا حکم آب کر کا ہے خواہ مقدار میں کر سے کتنا ہی کم ہو۔ اور بارش جب ہورہی ہے تو آبِ باراں کا حکم بھی اسوقت آبِ جاری ہی کا حکم ہے۔ اور آب چاہ اگر سوت رکھتا ہے جب رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا علے الاقوی اور اگر ان اوصاف سہ گانہ میں سے کوئی صفت ملاقات نجاست سے بدل جائے تو اتنا پانی کھینچ ڈالیں کہ تغیّر برطرف ہوجائے تو باقی پانی گڑھ (چاہ) میں کا پاک ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۱

آب مضاف جیسے گلاب عرق بادیان وغیرہ خواہ مقدار میں دس ۱۰ گرکیوں نہو۔ ملاقات نجاست سے فوراً نجس ہوجاتا ہے۔ آب مضاف سے نہ ازالۂ نجاست ہوسکتا ہے نہ وضو یا غسل صحیح ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲

چھوٹے حوض جو حمام میں ہوتے ہیں اگرکسی خزانہ سے متعلق ہیں ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوجاتے بشرطیکہ تنہا خزانہ کا پانی یا خزانے اور حوض کا ملکر بقدر کر کے ہو خواہ حوض کی سطح خزانہ کی سطح سے برابر ہو یا نہ ہو۔ اور سوائے حمام کے بھی یہی حکم جاری رہے گا اگرکسی چھوٹے حوض کا پانی کسی خزانہ سے متصل ہوکہ دونوں کی مقدار کُر سے کم نہ ہوتی ہو۔

مسئلہ ۳

جو چیز پیشاب سے نجس ہوجائے آب قلیل سے اوسکو

دو دفعہ دھونا واجب ہے اور برتن کو تو تین بار دھونا لازم احوط ہے۔ اور عین نجاست کو دفع کرنے والا غسالہ نجس ہے۔ باقی غسالہ سے جو زوال نجاست کے بعد کلے ہے اُس سے اجتناب احوط ہے اور آب جاری اور کر میں ایک ہی مرتبہ دھونا کافی ہے اور اسکا غسالہ پاک ہے احوط اس سے بھی اجتناب ہے۔ اور جو چیز پاخانہ یا منی سے نجس ہوجاے یا خون سے نجس ہوجاے آب قلیل سے عین نجاست دفع ہونے کے بعد ایک ہی غوطہ دینا کافی ہے بنا براقوی مگر احوط یہ ہے کہ دو مرتبہ غوطہ دیں۔ لیکن آب کر یا جاری میں جب کہ نجاست دفع ہوچکی ہو غلبۂ آب ہی کافی ہے علی الاقوی۔

(مسئلہ ۴)

اگر کوئی چیز مثل لباس وغیرہ کے نجس ہوجاے تو آب قلیل سے پاک کرنے میں غسالہ اول کے بعد نچوڑنا لازم ہے۔ لیکن غسالہ اخیرہ کے بعد نچوڑنے کی ضرورت نہیں۔ اگرچہ احوط

یہی ہوگا کہ غسالہ اخیرہ کے بعد بھی نچوڑیں ۔ اور تمام نجاستوں
میں کر یا آب جاری میں زوال عین نجاست کے بعد ڈبو دینا
ہی کافی ہے بار بار دھونے اور نچوڑنے کی ضرورت نہیں ۔
پانی کے نیچے پہونچنا ہی کافی ہے باہر نکالنے سے پہلے ہی
پاک ہوجاتا ہے ۔ چنانچہ بدن پاک کرنے میں پانی سے نکلنا
یا نجس جگہ ہاتھ رکھنا اُٹھانا بھی لازم نہیں اگرچہ احوط ہے ۔
اور کُتّے کے چاٹے ہوے کو مٹّی ملنے کے بعد کُر یا آب جاری
میں غوطہ دیدینا کافی ہے ۔ علی الاقوی ۔ اور تین مرتبہ
غوطہ دینا احوط ہے ۔ اور آب قلیل سے تین مرتبہ غوطہ دینا
واجب ہے ۔ نیل یا آل سے رنگا ہوا کپڑا اگر نجس ہوجاے اُسکے
پاک کرنے میں اگر رنگ چھوٹتا ہے یعنی نیل یا آل کے اجزا
رنگ کے ساتھ اِس طرح سے چھوٹتے چلے آتے ہیں کہ پانی مضاف
ہوجاتا ہے تو پاک نہیں ہوتا اور اگر صرف اتنا چھوٹتا ہے کہ
پانی مضاف نہیں ہوتا تو کپڑا پاک ہوجاتا ہے ۔ ہاں اگر آب کُر

یا جاری میں ڈبوئیں اور خالص پانی اس میں نفوذ کر جاے
پاک ہو جاتا ہے۔ اگرچہ نچوڑتے وقت آبِ مضاف
ٹپکے۔

(مسئلہ ۵)

شیر خوار بچہ بشرطیکہ لڑکا ہو جسنے ابھی غذا نہیں کھائی اور کُتیا
اور کافرہ یا سور کا دودھ نہیں پیا زمین لباس فرش وغیرہ پر
پیشاب کردے اوسپر اتنا پانی ڈالنا چاہیئے کہ پیشاب
پر غالب آجاے پاک کرنے کو کافی ہے علی الاقویٰ
اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ دو دفعہ دھوکر نچوڑیں کہ
غسالہ جدا ہو جاے۔

(مسئلہ ٦)

ایسی چیزیں جو نچوڑی نہیں جا سکتیں جیسے گیہوں
اور دوسرے قسم کے غلّے جب نجس ہو جائیں۔ یعنی
نجس پانی اُس میں نفوذ کر گیا ہو تو وہ اِس طرح

پاک ہوسکتا ہے کہ سوکھنے کو رکھ دیں بنا بر احوط پھر
آبِ جاری یا کُر میں ڈال دیں اتنی دیر تک کے واسطے
کہ پانی اُس میں نفوذ کر جاوے پاک ہوجاتا ہے۔ اور
احوط یہ ہے کہ دو مرتبہ سُکھائیں اور دو مرتبہ آبِ کُر یا
آبِ جاری میں یا بارش میں ڈال دیں مطلقًا اِس طرح سے
اوپر اندر سے پاک ہوجاتا ہے۔

(مسئلہ ۷)

کشمش یا چھوارے کو گھی میں کڑکڑا کے کھانے میں یا
پلاؤ میں ڈالنے میں کچھ عیب نہیں اُس کا کھانا حلال ہے
اور طاہر ہے علی الاقوی اگرچہ پلاؤ یا دوسرے کھانوں
میں وہ جوش بھی کھاجاوے اور شیرہ باہر نکل آئے۔

(مسئلہ ۸)

انگور کو اگر تیزاب میں ڈالدیں کہ ہرا ہوجاوے
کچھ ہرج نہیں۔

مسئلہ ۹

مٹی کا برتن جس میں سے چکنائی باہر نکلتی ہو اگر انگور یا خرما کا سرکہ اُس میں بنائیں سرکہ ہونے کے بعد پاک ہے مگر احوط اس سرکہ سے اجتناب ہے جس پر چکنائی کا اثر ظاہر ہو۔

فصل ا

(دس چیزیں نجس ہیں)

اوّل اور دوسرے پیشاب اور پاخانہ ہر ایسے حرام گوشت جانور کا جو خون جہندہ رکھتا ہو یعنی اگر اس کا سر یا رگ کاٹیں خون اُچھل کر نکلے خواہ دراصل وہ جانور حرام گوشت ہو یا کسی اور سبب سے حرام ہو گیا ہو جیسے حیوانات غلیظ خور یا وہ جانور جس سے انسان نے وطی کی ہو۔ لیکن چڑیوں کی بیٹ کی طہارت اقوی ہے لیکن احوط اجتناب ہے خصوصاً چمگادڑ کے پیشاب میں۔ اور حلال جانور کا پیشاب پاخانہ پاک ہے۔

تیسرے منی ہر حیوان کی جو خون جہندہ رکھتا ہو خواہ حلال گوشت ہو خواہ حرام گوشت بری ہو خواہ بحری اور جو جانور خون جہندہ نہ رکھتا ہو اُس کی منی پاک ہے۔

چوتھے اور پانچویں مردار اور خون ہر ایسے جانور کا جو خون جہندہ رکھتا ہو اگرچہ حلال گوشت ہو اور حیوان کے جسم کا ہر ایسا ٹکڑا جس میں زندگانی ہوتی ہو یا زندہ حیوان سے اُسکے جسم کا ایسا ٹکڑا جدا کیا جائے یا ہو جائے جس میں زندگی ہوتی ہو نجس ہے۔

چھٹے اور ساتویں سور اور کتا بری اور ہر جزو اُس کا خواہ اُس میں زندگی حلول کرتی ہو یا نہ کرتی ہو جیسے بال اور ناخن وغیرہ اسی طرح لعاب دہن اور دودھ اور کل فضلات اُسکے نجس ہیں۔ لیکن دریائی سور اور کُتّے پاک ہیں۔

آٹھویں شراب چاہے انگور کی ہو یا کسی اور چیز سے

بنائی ہو۔ غرضکہ مست کرنے والی ہر چیز جو در اصل رواں ہو
نجس ہے اور شیرہ انگور جب جوش کھا جائے قبل اسکے
دو ثلث اس سے کم ہو جائے مثل شراب کے نجس ہی بنا بر احوط
لیکن اقوی عدم نجاست ہے اگر نشہ نہ پیدا کرے۔ لیکن
حرمت بلا اشکال ہے۔ انگور یا مویز منقے کے افشردہ میں جو
خود بخود جوش مارے یہ احتیاط ترک نہ کرنا چاہیئے۔ لیکن
بھنگ اور چرس جو در اصل روانی نہیں رکھتے ہر چند پانی میں
گھونٹ لیں نجس نہیں بلکہ پاک ہیں۔ اگر پانی میں جوش بھی
کر لیں تب بھی پاک ہیں۔

نویں فقاع یعنی وہ شراب جو جو سے بناتے ہیں اور
آش جو کے علاوہ ہے جو طبیب استعمال کرتے ہیں اگر
جو کے سوا کسی اور چیز سے بھی فقاع تیار کریں وہ نجس ہے
اور حرام بھی ہے

دسویں کافر وہ آدمی ہے جو غیر مسلم ہے جیسے یہودی

نصرانی۔ دہریہ۔ یا اگر مسلمان بھی ہے مگر ضروریات دین سے
کسی ایک چیز کا بھی انکار کرتا ہے یا کوئی ایسی بات اس سے
عمل میں آتی ہے جو قولاً یا فعلاً مقتضیٔ کفر ہے۔ مثلاً کوئی
قرآن مجید کو جلائے یا اسکا تمسخر اور ٹھٹھّہ اُڑائے یا اہلِ عصمت
علیہم السلام سے ایک کو بھی بُرا بھلا کہے ایسا آدمی نجس ہے
اور پیش از بلوغ اولادِ کافر سے بھی اجتناب احوط ہے۔

مسئلہ ۱۰

جنب حرام کے پسینے میں طہارت اقویٰ ہے لیکن اُس
کپڑے میں نماز باطل ہے جس میں اسکا پسینہ لگا ہو اور
جنب حرام کے پسینے سے احوط اجتناب ہے۔ اور ایسے جانور
کے پسینے سے بھی اجتناب کرنا احوط ہے جو غلیظ خور
ہو۔ خاصکر شتر غلیظ خور کے پسینے کے متعلق یہ احتیاط
ترک نہ کرنا چاہیئے۔

طاہر کرنے والی پندرہ چیزیں ہیں

اوّل ۔ آب خالص اور وہ ہر نجس اور نجس شدہ کو پاک کرتا ہے جو پاک ہونے کے لائق ہو جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے ۔

دوم زمین اور وہ تلوے اور جوتے کے تلے کو پاک کرتی ہے جو زمین نجس پر چلنے سے نجس ہوئے ہوں بنابر احتیاط و اولویت اسوقت جب کہ راہ چلنے سے ازالہ عین نجاست کا ہوجاے یا زمین پر ملنے سے بھی پاک ہوجاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ چلنے یا ملنے سے اُس زمین پر پاک ہوگا جو پہلے سے پاک ہو اورجس زمین پر ملا جاے یا چلا جاے بنابراحتیاط تر نہ ہو ۔

تیسرے آفتاب ہے اور وہ زمین عمارات کھڑے درخت میوے گھاس کو پاک کرتا ہے ۔ اور مثل اسی کے

اور غیر منقولہ چیزوں کو بھی طاہر کر دیتا ہے اور اشیاءِ منقولہ
سے صرف بوریے اور چٹائی کو پاک کرتا ہے اور خود اسپر
دھوپ کا پڑنا قابل اعتبار رہو گا۔ اتنی دیر تک کہ اُس رطوبت
کو جو اس میں سرایت کر گئی ہے خشک کر دے اور اگر
تری باہر سے لیکر اندر تک ہے اور تابش آفتاب سے خشک
ہو جائے علی الاقوی پاک ہے۔

چوتھے استحالہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جسم نجس طاہر چیز
بن جائے پس ہر نجس جو جلنے سے راکھ یا دھواں یا بھاپ
بن جائے پاک ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس کا علم ہو جائے کہ
شئے نجس کے اجزا بھاپ یا دھوئیں کے ساتھ ہیں تو پاک نہو گا
اور نجس چیز کا عرق مطلقاً پاک ہے۔ اور جو عرق نجس العین سے
کھینچا جائے نجس ہوگا ورنہ پاک ہے۔ اور اگر نجس لکڑی جلنے
سے کوئلہ ہو جائے یا پتھر چونہ ہو جائے یا خام اینٹ پختہ
ہو جائے پاک نہ ہو گی اور اپنی نجاست پر باقی رہے گی

پانچویں انتقال ہے جسکے سبب سے نجس چیز پاک ہو جاتی ہے۔ مثلاً آدمی کا خون جُون کے پیٹ میں چلا جاے یا مثل اسی کے مچھّر یا کھٹمل کے پیٹ میں اور اسی حیوان کا جزو بدن محسوب ہو۔ انقلاب بھی پاک کر دیتا ہے مثلاً شراب جبکہ سرکہ ہو جاسے اور اسیطرح سے ۔

چھٹے اسلام لانا کافر کا کہ قبول اسلام کافر کو پاک کرتا ہے اور کوئی فرق اقسام کفار میں نہیں ہے اگرچہ مرتد فطری ہو علے الاقوی ہاں اسکے قتل کا واجب ہونا توبہ سے ساقط نہیں ہوتا اور اُسکے عیال اور مال اُس کو واپس نہ دیے جائینگے ۔

ساتویں تبعیت ہے یعنی اگر بچے کے ماں باپ دادا نے اسلام اختیار کرلیا وہ بچہ بھی پاک ہو جاتا ہے۔ اور شراب کا برتن جس میں شراب سرکہ ہو جاسے پاک ہو جاتا ہے اور اسی تبعیت سے میت کے غسل دینے والے کے ہاتھ پاک

ہوجاتے ہیں اور وہ تختہ بھی جسپر میت کو غسل دیا ہے ۔
اسی طرح آلات آب کشی جب کہ کنوئیں کا پانی نجاست سے متغیر ہوا ہو۔ لیکن میت کے غسل دینے والے کے تمام بدن اور اُسکا لباس اور نجاست سے متغیر شدہ کنوئیں کے اطراف کی طہارت میں اجتناب احوط ہے۔

آٹھوین مسلمان کا غائب ہونا جب کہ اسکے بدن سامان ظروف یا فرش وغیرہ کے نجس ہونے کا یقین رکھتا ہو اور یہ احتمال ہو کہ غائب ہونے کے بعد اُن نجاسات کو پاک کرلیا ہوگا تو وہ سب کچھ محکوم بالطہارۃ ہوگا یعنی اُسکے سامان ظروف فرش لباس وغیرہ کو پاک سمجھنا چاہیئے۔ بشرطیکہ وہ غائب ہونے والا مسلمان اپنے اُن اشیار کی نجاست سے واقف تھا اور اُن مواقع پر اُن اشیار کو کام میں لارہا ہے جن میں طہارت شرط ہے مثلاً نماز وغیرہ۔

نوین زائل ہوجانا عین نجاست کا بدن حیوان صامت

زندہ سے اس میں احتمال تطہیر شرط نہیں ہے بنا برا قوی[1]

دسویں[10] پتھر اور ڈھیلے پاخانہ کے استنجا کے لئے باشرائط مطہر ہیں۔

گیارھویں[11]۔ باطن انسان سے نجاست کا دور ہو جانا جیسے ناک کے نتھنے یا منھ کے اندر سے اور مثل اسی کے۔

بارھویں[12] جدا ہو جانا غسالہ کا کہ پاک کنندہ نے باشرائط پاک کیا ہو۔ باقی اس رطوبت کو جو رہ گئی ہے پاک کرتا ہے

تیرھویں[13]۔ ذبح کے خون کا خارج ہونا جتنا کہ معمولاً ذبح میں خارج ہو جاتا ہے باقی خون کو جو ذبیحہ میں رہ گیا ہے۔ پاک کر دیتا ہے لیکن مقام ذبح کو دھو ڈالنا چاہیئے۔

چودھویں[14] استبراء کرنا حیوان غلیظ خور کا اتنے دنوں تک کہ غلیظ خوری کا مصداق ہونے سے خارج ہو جائے بلکہ جس طرح سے منصوص ہے اُس طرح سے استبراء کرنا احوط ہے کہ اُسکے بول وفضلات کو بھی پاک کر دیتا ہے۔

فصل دوم

حدث کی طہارت کے بیان میں

اس میں چند مسائل ہیں۔ حقیقت وضو میں چار چیزیں ہیں
اوّل ماتھے کے بالوں کی جڑ سے ٹھڈّی کے نیچے تک
لمبان میں اور چوڑان میں اسقدر جتنا کہ بیچ کی اُنگلی اور
انگوٹھا مستوی الاعضا اور مستوی الخلقہ کا گھیر لے اور جس شخص
کے اعضاء وضو متعارف اعضاء وضو سے کم وبیش ہوں
تو بقدر متعارف حدود میں وضو کرے کہ محدود ہیں۔ اور
اوپر سے نیچے کی طرف دھونا چاہیئے اُلٹا نہ دھوئے۔

دوسرے دونوں ہاتھ کہنیوں سے انگلیوں کے
سرے تک دھوئے کُہنی ہاتھ اور بازو کے جوڑ کو کہتے ہیں
بلکہ لازم ہے کہ بازو کا بھی کچھ حصّہ کہنی کے
ساتھ دھونے میں شامل کرلے اور اوپر سے نیچے کی طرف
دھونا واجب ہے۔

تیسرے رطوبت کفِ دست سے سر کا مسح واجب ہے بس اس قدر کہ مسح کہہ سکیں اور بہتر یہ ہے کہ تین ملی ہوئی انگلیوں سے مسح کرے۔

چوتھے رطوبت کف دست سے پشت پا کا بھی مسح کرے انگلیوں کے سرے سے بلندی وسط قدم تک اور بلندی کا بھی مسح کرے اور گٹے تک مسح احوط ہے اور عرض میں بقدر مسمی کفایت کرتا ہے لیکن تمام پشت پا کا مسح اولیٰ ہے بلکہ تمام کف دست سے مسح کرنے کی احتیاط کو ترک نہ کرے۔

شرائط وضو چند ہیں :-

اوّل نیت اور اوس میں قصد قربت معتبر ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا کی خوشنودی کے لئے اور اُسکے حکم کے موافق یا تحصیل ثواب یا خوف عقاب اور خدا ہی کی جانب ہر امر کی بازگشت ہے اور اسی نیت پر تا ختم وضو باقی رہے

دوسرے ترتیب ہے اس طرح سے کہ اول تمام منھ کو دھوے

پھر داہنا ہاتھ پھر بایاں ہاتھ پھر سر کا مسح پھر پیروں کا لیکن بائیں پیر کا مسح داہنے پیر سے پہلے جائز نہیں اور اگر بائیں ہاتھ کو جان بوجھ کے پہلے دھو ڈالے تو داہنے ہاتھ کا غسل باطل ہو گا اور اگر غفلت سے ایسا ہو گیا نہ بقصد شرع میں دخل دینے کے تو بائیں ہاتھ کا دھونا داہنے ہاتھ کے بعد کافی ہو گا۔

تیسرے[۳] موالات ہے اور وہ یہ ہے کہ پے در پے دھوئے یعنی منہ خشک نہ ہونے پائے کہ داہنا ہاتھ دھوئے اور ہاتھوں ہی کی رطوبت سے سر اور پیروں کا مسح کرے۔

چوتھے یہ کہ خود اگر ممکن ہے تو افعال وضو کو بجا لائے اور نہ ممکن ہونے کی صورت میں دوسرا بھی وضو کرا سکتا ہے لیکن وضو کی نیت خود صاحب وضو کرے بلکہ احوط یہ ہے کہ دونوں نیت کریں۔

پانچویں۔ آب وضو غصبی نہ ہو۔

چھٹے مشتبہ بہ غصبی نہ ہو مثلاً یہ کہ ایک آدمی کے پاس دو
برتن ہیں اور دونوں میں پانی ہے ایک میں غصبی پانی ہے
اور دوسرے میں مباح پانی ہے اور نہیں جانتا کہ غصبی پانی کس
برتن کا ہے تو اُن میں سے کسی ایک سے وضو صحیح نہ ہوگا
لیکن اگر وضو کرنے کے بعد غصبی ہونے پر مطلع ہوا تو وضو
صحیح ہوگا لیکن اِس غصبی پانی کا معاوضہ پانی والے کو دیدے
ساتویں۔ وضو کا پانی نجس نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر
نجاست میں شبہہ ہو اور دوسرا پانی موجود ہے تو دوسرے
پانی سے وضو کرنا لازم ہوگا۔ اور اگر دوسرا پانی موجود نہ ہو
تو یہ فتوٰی قوت سے خالی نہ ہوگا کہ پہلے ایک برتن والے
پانی سے وضو کرے پھر دوسرے سے اول سے اعضاءِ وضو
کی طہارت کرے اور اُسکے بقیہ سے دوسرا وضو کرے
لیکن احوط یہ ہے کہ تیمّم بھی کرے۔ یا دونوں پانی بیکار
سمجھے اور تیمّم کرے لیکن اگر تطہیر کو کافی نہیں اور نہ اِس طرح

ترتیب سے وضو کرنے کو تو پھر تیمم ہی کرے۔

آٹھویں چاہیے کہ آبِ وضو مضاف نہو۔ بلکہ اگر آب مطلق اور آبِ مضاف مشتبہ ہوں اور دوسرا پانی موجود نہ ہو تو ہر ایک سے ایک ایک وضو کرے۔

نویں یہ کہ گو آب استنجا بالشرائط پاک ہے، لیکن اوس سے وضو نہیں ہو سکتا۔

دسویں وہ فضا جس میں وضو کیا جائے غصبی نہ ہو لیکن اگر وضو کرنے والے کا پیر غصبی فرش پر ہو وضو صحیح ہے بشرطیکہ فضا غیر غصبی ہو۔

گیارھویں پانی کے استعمال کو کوئی امر مانع نہ ہو مثلاً ضرر کا خوف یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ یا پیاسے رہ جانے کا خطرہ خواہ ایسا خطرہ اپنے لئے ہو یا اپنے رفیق کے لئے اگرچہ وہ کافر ہو یا ایسے جانور کے پیاسے مرجانے کا اندیشہ ہو جس کے مرنے سے زحمت پیش آئے ایسی صورت میں

تیمم یا جبیرہ ہے۔

بارھویں اعضاء وضو پہلے سے پاک ہوں اُن کے سوا بدن اگر کہیں اور سے نجس ہو مضائقہ نہیں بعد وضو اُس حصّہ بدن کی طہارت کرسکتا ہے۔

تیرھویں پانی کا برتن مباح ہو غصبی نہ ہو اگر ظرف غصبی او ر مباح ہی میں پانی منحصر ہے[۵] اور چاندی سونے کا نہو اور جہاں وضو کا پانی گرے وہ جگہ غصبی نہ ہو اس صورت میں کہ پانی کا گرنا وہیں پر منحصر ہو اور اگر منحصر نہ ہو تو احوط اجتناب ہے مگر صحت وضو اظہر ہے لیکن مذکورۂ بالا کیے بعد دیگرے مغصوب ہی مغصوب ہوں تو وضو باطِل ہے مطلقاً علے الاحوط۔

نواقض وضو یعنی جن سے وضو باطل ہو جاتا ہے
چھہ چیزیں ہیں

اول پیشاب کا خارج ہونا اور یہی حکم اُس رطوبت کا ہے جو استبراء سے قبل اور پیشاب کے بعد خارج ہو خواہ

[۵] یعنی اوس ظرف مشتبہ کے سوا پانی نہین ہے۔

بفاصلہ خواہ بلافاصلہ۔

دوسرے اور تیسرے ریح اور پاخانہ خارج ہونا ہے۔

چوتھے خواب۔

پانچویں۔ ہر چیز جو عقل کو زائل کردے۔

چھٹے استحاضہ اور جو کچھ موجب غسل ہو۔

اور وضو چند چیزوں کے واسطے واجب ہوتا ہے اور شرط لازم ہے۔

اول نماز واجب سوائے نماز میت کے اور نماز مستحب کے واسطے وضو واجب نہیں مگر شرط صحت نماز ہے۔

دوسرے اجزائے فراموش شدہ نماز اور رکعات احتیاط کے ادا کرنے کے لئے۔ اسی طرح سجدہ سہوا ادا کرنے کے لئے علی الاحوط۔

تیسرے طواف واجب کے لئے اگرچہ جزو ہو حج اور عمرۂ مستحب کا۔

جاننا چاہیئے کہ حرام ہے بغیر وضو کے انگلی یا کسی حصّہ بدن کا کتابت قرآن یا اسم جلالہ خدا وصفات خاصہ خداوندی کو مس کرنا اسی طرح سے اسماء انبیاء اور ائمہ ہدیٰ اور حضرت سیّدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے نام کو کہ اسکے لئے احوط ہے ۔

اور جاننا چاہیئے کہ آداب بیت الخلا سے واجب ہے ستر عورتین ناظر محترم سے اور حرام ہے رو بقبلہ اور پشت بقبلہ پیشاب کرنا اور پاخانہ پھرنا اور پیشاب کے بعد استبراء کرنا مستحب ہے اور وہ اِس طرح سے ہے کہ پیشاب کے بعد مقعد سے بیخ ذکر تک بقوت بیچ کی انگلی سے دبا کے کھینچے اور پھر دو انگلیوں سے بیخ ذکر سے سر ذکر تک اور حشفہ کو نچوڑے تین مرتبہ ایسا ہی کرے ۔

استنجاء واجب نہیں ہے مگر اس عمل کے لئے جس میں طہارت بدن واجب ہو گی ۔

مسئلہ ۱۱

اگر کسی کے اعضاء وضو میں زخم خراش دمل شکستگی وغیرہ ہو اور پانی سے ضرر پہونچتا ہو تو جتنا بھی چاروں طرف سے دھونا صحیح ہو کفایت کرتا ہے اور باقی کا مسح اور اگر مسح ممکن نہ ہو تو احوط یہ ہے کہ اُسپر کوئی چیز طاہر رکھکر مسح کریں اور اسکے علاوہ تیمم کرنا بھی احوط ہے اور اگر بعض اعضاے وضو پر جبیرہ ہو جسکے اُٹھانے میں دشواری ہو تو اگر جبیرہ کے نیچے بشرہ پر پانی پہونچانا ممکن ہے تو ضرور پہونچائے خواہ پانی ڈالنے سے پہونچے یا ڈبو دینے سے پہونچ سکے تاکہ بشرہ دھل جاے اور اگر پانی پہونچانا ناممکن ہو تو جبیرہ پر اِس طرح مسح کرے کہ دھونا کہا جا سکے۔

مسئلہ ۱۲

چھہ غسل واجب ہیں اول غسل جنابت۔ دوسرے غسل حیض تیسرے غسل نفاس چوتھے غسل اِستحاضہ

پانچویں غسل مس میت چھٹے غسل میت۔

سبب جنابت دو ہیں۔ اول نکلنا منی کا۔ اور یہی حکم ہے اُس رطوبت کا جو اس ہیشاب کے قبل نکلے جو منی کے استبراء کیلئے کیا گیا ہے۔

دوسرے داخل کرنا حشفہ کا قبل یا دبر میں فاعل اور مفعول دونوں کے واسطے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے۔

اور غسل کے شرائط مثل شرائط وضو کے ہیں۔ مگر فرق اتنا ہے کہ غسل میں موالات اور اوپر سے نیچے دھونا لازمی شرط نہیں ہے۔ اور غسل ارتماسی میں ترتیب نہیں اور غسل جنابت کے بعد وضو کی ضرورت نہیں بخلاف باقی غسلوں کے علے الاحوط۔

اور غسل کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک ارتماسی دوسرے ترتیبی۔ ارتماسی غسل یہ ہے کہ دفعۃً پانی میں اس طرح غوطہ لگائے کہ تمام بدن ڈوب جائے۔ غسل کی

نیت کے ساتھ۔ لیکن پہلے سے بدن پاک ہونا چاہیئے اور یہ لازمی نہیں ہے کہ پانی سے باہر آکر پھر اُس میں جاکر غوطہ لگائے۔

اور ترتیبی یہ ہے کہ اول سر و گردن کو دھوئے اور سر و گردن کے ساتھ کچھ اُسکے متصل بدن کا حصہ شامل کرلے پھر داہنے جانب پھر بائیں جانب۔ اور بائیں جانب دھونے میں گردن اور داہنے جانب کا کچھ حصہ شامل کرلے اور احوط یہ ہے کہ ناف اور عورتین کو دونوں جانب دھونے میں شامل رکھے۔ اور جس کے واسطے وضو واجب ہے غسل جنابت بھی واجب ہے۔

اور روزہ رکھنے کے واسطے بھی غسل جنابت واجب ہے جسکی تفصیل آئندہ بیان ہوگی۔ اور حرام ہے۔ جنب کو دیر لگانا مساجد میں لیکن مساجد سے گزر سکتا ہے۔ مگر کوئی چیز وہاں نہیں رکھ سکتا مطلقاً علے الاحوط والاولیٰ۔

اور جو حکم مساجد کے لئے ہے وہی مشاہد مشرفہ کا ہے لیکن
مسجد حرام اور مسجد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے
عبور کرنا بھی حرام ہے۔ بلکہ مطلقاً ان میں داخل بھی نہیں
ہو سکتا۔ اور جو کچھ بغیر وضو کسی کے لئے حرام ہے جنب کیلئے
بھی حرام ہے اسکے سوا آیات سجدہ کا پڑھنا جنب پر حرام
ہے بلکہ احوط یہ ہے کہ سورۂ عزائم کے کسی جزو کو تلاوت
نہ کرے

مسئلہ ۱۳

جاننا چاہیئے کہ حیض کا خون غالباً سیاہ یا سرخ گرم
اور تازہ سوزش کے ساتھ اُچھلتا ہوا نکلتا ہے اور گاہے
اسکے خلاف بھی ہوتا ہے اور غالباً عورتوں کو ہر ماہ میں
ایک دفعہ آتا ہے اور کم سے کم تین دن تک رہتا ہے
اور جو اس سے کم رہے حیض نہیں۔ جاننا چاہیے کہ تین
دن متواتر خون ہر روز دیکھتی رہیں یہاں تک کہ بیچ کی

راتوں میں بھی اگر لگا تار نہ رہے حیض نہیں ہے ۔ ہاں ذرہ ذرہ سی دیر کا اعتبار نہیں ۔ اور اگر تین دن مسلسل رہے اُسکے حیض ہونے میں کوئی شبہہ نہیں لیکن اگر دس دن کی مدت میں متفرق طور پر تین دن رہا تو احتیاط یہ ہے کہ ترک کرے اُن چیزوں کو جو حائض پر حرام ہیں اور بجا لاے اُن چیزوں کو جو مستحاضہ پر واجب ہیں یعنی جمع کرے تروک حائض اور اعمال مستحاضہ کو اور استحاضہ کے قلیلہ متوسطہ کثیرہ ہونے کا اندازہ خون سے کرے جو متعارف طریقہ ہے ۔ یعنی اپنے اعمال کو اس طرح بجالاے گویا نہ پورا حیض ہے نہ پورا استحاضہ ۔ اسی طرح پاک ہونے پر طاہرہ اور تارکہ حیض کے مجموعہ کے نتیجہ سے جو اعمال بجالاسکے کرے ۔ اور حیض میں شرط ہے کہ بلوغ کے بعد اور سن یاس کے درمیان ہو ۔ اور جو خون نو سال کی عمر سے قبل آوے وہ حیض نہوگا ۔ لیکن اگر بلوغ مشتبہ ہے اور خون بصفات حیض

آیا ہے تو یہ علامت بلوغ ہوگی اور غیر قرشیہ میں پچاس سال
کی عمر کے بعد اور قرشیہ میں ساٹھ سال کی عمر کے بعد حیض
نہیں ہوتا اور حیض حمل کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔ اور
کم سے کم دو حیض کے درمیان دس دن کا فصل ہوتا ہے
اور زیادہ فصل کی حد نہیں ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ اس
معاملہ میں عورتیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک وہ جنکا حیض
عادت کے موافق ہوتا ہے دوسری وہ عورتیں جن کا
حیض بے قاعدہ ہوتا ہے۔ عادت والیاں وہ کہلائینگی
کہ دو ماہ میں برابر خون دیکھیں وقت اور شمار دونوں کے
لحاظ سے اگر دو ماہ تک ایسا ہی ہوا ہے تو اسکو ذات العادۃ
وقتیہ اور عددیہ کہتے ہیں لیکن اگر وقت میں موافقت اور
عدد میں کمی بیشی رہی تو وہ ذات العادت وقتیہ کہلائیگی
لیکن جس عورت کے عدد تو ٹھیک رہیں لیکن وقت میں
اختلاف رہا وہ ذات العادۃ عددیہ کہلائے گی۔ اور

غیر ذات العادۃ کی تین قسمیں ہیں یا تو مبتدیہ ہے یعنی اوسکو پہلی ہی بار حیض آیا ہے یا مضطربہ ہے یعنی دوبارہ خون دیکھا ہے لیکن دونوں مرتبہ میں وقت اور عدد یکساں نہ تھے یا بھول گئی یا تو وقت کو بھولی یا عدد کو یا دونوں کو بھول گئی۔ لیکن ذات العادت وقتیہ خواہ عددیہ ہو یا نہ ہو اپنی عادت وقت کے اندر یا دو روز بیشتر محض خون دیکھکر اسکو حیض قرار دے پس اگر تین دن سے کم نہ رہا ہو حیض ہوگا۔ لیکن اگر کم رہا تھا اور عورت محض ذات العادت عددیہ ہو تو جو خون غیر ذات العادت کی تینوں قسموں میں سے کسی ایک میں داخل ہوتا ہو جب ایسی عورت صفات خون حیض کے موافق خون دیکھے حیض قرار دے اور اگر وہ خون بصفات خون حیض نہ ہو تو چاہیئے کہ تین دن تک جمع کرے درمیان تروک حائض اور اعمال مستحاضہ کے پس اگر وہ خون تین دن تک رہا ہو تو حیض قرار دے۔

اور اگر مستمر یعنی لگا تار نہیں رہا تو استحاضہ ہو گا۔ اور اگر دس روز سے متجاوز ہو گیا تو جتنے دن کی عادت تھی صرف اتنے دنوں کے خون کو حیض قرار دے باقی کو استحاضہ۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ عادت سے بڑھی مدت میں ترک عبادات کرے اور بعد طہارت غسل پھر ادا کرے۔

جاننا چاہیئے کہ جب ذات العادۃ خواہ ذات العادت وقتیہ ہو خواہ نہو اگر دس روز سے زیادہ اور تین دن سے کم خون نہ دیکھے تو وہ تمام خون خون حیض ہے خواہ عادت سے کم رہا ہو خواہ زیادہ دس سے زیادہ بڑھی ہوئی مدت کو استحاضہ باقی کو حیض قرار دے اور باقی ایام کو جس میں احتیاطاً ترک عبادت کیا ہے قضا کرے اور لیکن غیر ذات العددیہ خواہ مبتدئیہ ہو خواہ مضطربہ یا ذات العادۃ وقتیہ ہو تنہا جب رنگ خون کا مختلف قسموں کا ہو تو سیاہ اور سرخ کو حیض قرار دے اور اگر تین دن سے کم اور دس روز سے زیادہ نہ ہو

اور اگر خون مختلف رنگوں کا نہیں ہے یا بصفات خون حیض ہے
اور تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ رہا تو اپنے عزیزوں
کی عادت کو حیض قرار دے۔ اگر سب کی سب ویسی ہی ہوں۔
اور اگر عزیز نہ رکھتی ہو یا اطلاع پانا اُن کی عادت پر ناممکن ہے
تو اپنی ہم عمروں اور ہم جولیوں کی عادت کی طرف رجوع کرے
اور اگر یہ بھی ناممکن ہو تو اختیار ہے کہ عدد حیض کو تین دن
قرار دے بشرطیکہ نہ جانے کہ زیادہ یا کم اِس سے ہے یا
دس روز اِسی شرط سے مگر احوط اختیار کرنا سات دن کا
ہر مہینے میں ہے۔ اور یہی حکم ہے ناسیۃ العدد کا لیکن ناسیۃ الوقت
صفات خون کی جانب رجوع کرے۔ اور اگر بلحاظ صفات رجوع کرنا
ناممکن ہو تو اختیار ہے کہ اعداد حیض تمام اُس مدت میں سے
قرار دے لے۔ ہر چند بہتر یہ ہوگا کہ اول مدت کو حیض
قرار دے۔ اور ناسیۃ الوقت والعدد وقت کے لحاظ سے
مثل ناسیۃ الوقت کے ہے اور عدد کے لحاظ سے مثل ناسیۃ العدد کے

(مسئلہ ۱۴)

جو چیزیں جنب کے لئے حرام ہیں حائض کے واسطے بھی حرام ہیں اوران کے علاوہ حائض کی وطی بھی حرام ہے قبل میں جبتک خون باقی ہے اوراحوط ترک وطی فی الدبر بھی ہے۔

اورکیفیت غسل حیض کی خواہ ترتیبی ہو خواہ ارتماسی مثل غسل جنب کے ہے لیکن غسل حیض کے بعد نماز کے واسطے وضو کرنا لازمی ہے اور اسی طرح سے غسل نفاس واستحاضہ ہے

(مسئلہ ۱۵)

نفاس وہ خون ہے جو ولادت کے وقت نکلتا ہے اورزیادہ سے زیادہ دس روز تک آتا ہے اوراُسکے قلیل کے واسطے کوئی حد مقرر نہیں ہے اگرچہ ایک ہی دفعہ ہو اور نفساء کے کل احکام وہی ہیں جو حائض کے ہیں۔

(فصل)

جاننا چاہیئے کہ استحاضہ تین قسم کا ہے :-

قلیلہ۔ وہ استحاضہ ہے کہ چیتھڑا یا روئی فرج میں رکھے اس میں خون لگے تو مگر تمام چیتھڑے میں نفوذ نہ کرے۔

متوسطہ وہ ہے کہ چیتھڑے میں نفوذ تو کرے مگر اُس سے تجاوز نہ کرے۔

کثیرہ وہ ہے کہ روئی یا چیتھڑے کو بھی چھوڑ کر نکل جائے۔

قلیلہ میں ہر ایک نماز کے واسطے خواہ واجب ہو یا نافلہ ایک وضو لازم ہے۔ اور متوسطہ میں نماز صبح کے واسطے ایک غسل اور ایک وضو اور باقی ہر نماز کے واسطے ایک وضو کرنا لازمی ہے اور اگر غیر نماز صبح میں متوسطہ کی حالت ہو جائے تو اول نماز کے واسطے ایک غسل کرے اور وضو بھی اور کثیرہ میں ایک غسل اور ایک وضو صبح کی نماز کے واسطے اور ایک غسل اور ایک وضو ظہر کے واسطے اور عصر کے واسطے صرف ایک وضو مگر نماز متصل پڑھے اور اسی طرح مغرب اور عشاء کے لئے بھی کرے احوط یہ ہے کہ غسل اور وضو ختم ہوتے ہی نماز پڑھ لے۔

اور اگر زن مستحاضہ ان احکام کو بجالائے بجائے طاہرہ کے ہے
واجب ہے کہ میت کو تین غسل دیں اور احوط یہ ہے کہ ترتیبی دیں
اول ایسے پانی سے جس میں بیر کی پتی ہو۔ دوسرا غسل کافور کے
پانی سے لیکن محرم کو بجائے کافور کے پانی کے آب خالص سے
غسل دیں۔ تیسرا غسل آب خالص سے دیں اور اگر غسل کے واسطے
پانی میسر نہ ہو تو ہر غسل کے بدلے تیمم کردیں۔ اور تیسرے تیمم کو
مافی الذمہ دیں (مافی الذمہ کے یہ معنی ہیں کہ تیمم کرتے وقت تعین
نہ کریں یعنی یہ نیت کریں کہ جو بھی غسل میت کے ذمے ہے اُسکے
بدلے یہ تیمم ہے اور کیفیت تیمم یہ ہے کہ تیمم کرانے والا اپنے
ہاتھوں کے باطن کو زمین یا خاک پر مارے اور اس سے میت کی
پیشانی اور پشت دستہائے میت کو مسح کرے۔ اور چاہیئے کہ مرد کا
غسل دینے والا مرد ہو۔ اور عورت کی غسل دینے والی عورت ہو
مگر ضرورت کے وقت جائز ہے کہ محرم غسل دے لیکن میاں بی بی
کو اور بی بی میاں کو اس صورت میں بھی غسل دے سکتے ہیں جب کہ

دوسرا غسل دے ہنڈمل بھی سکتا ہے۔

غسل کے بعد حنوط واجب ہے یعنی سات مواضع سجود میت پر کافور ملنا اور صرف مسمی کافی ہے لیکن جو میت حالت احرام میں ہو اسکا حنوط نہ کرنا چاہیئے۔

(مسئلہ ۱۶)

تین کپڑوں میں میت کو کفن دینا واجب ہے ایک پیراہن جو شانے سے نصف ساق تک کا ہو جو چھپالے پھر لنگ جو ناف سے زانو تک چھپاے پھر لفافہ یعنی پوٹ کی چادر جو سر سے پیر تک اُسپر عرضاً ڈالدیں اور طولاً دونوں سرے باندھدیں بلکہ افضل و احوط یہ ہے کہ پیراہن قدموں تک ہو اور لنگ سینہ سے قدموں تک لیکن احوط اور اظہر یہ ہے کہ واجب سے زائد نابالغ کے مال سے لیا جاے اور بالغ وارثوں کے اذن اور اجازت کا اعتبار کیا جاے گا۔ اور کفن میت کے اصل متروکہ سے لیا جاے ہر چند کہ مقروض ہو۔ لیکن بیوی کا کفن اگرچہ مالدار ہو شوہر کے مال سے لیا جاے

اگر وہ صاحب مقدور ہو۔ اور کفن میں شرط ہے کہ غصبی، ریشمی، نجس اور چرمی نہ ہو بلکہ احتیاط یہ ہے کہ بالوں اور اُون کا نہ ہو یہانتک کہ ماکول اللحم کے بالوں سے بھی نہو۔

ہر مسلمان میت کی نماز جنازہ واجب کفائی ہے یہانتک کہ چھہ سال کے بچہ کی بھی اور لازم ہے کہ نماز میت ولی میت کی اجازت سے ہو میّت کو اسطرح دفن کرنا چاہیئے کہ بدبو نہ نکلے اور جانوروں سے محفوظ رہے دفن بھی واجب کفائی ہے داہنے پہلو اِس طرح لٹائیں کہ میت روبقبلہ رہے اور کشتی میں اگر دفن ناممکن ہو ایک برتن میں رکھ کر اگر برتن ملنا ممکن ہو یا پتھر پاؤں میں باندھ کر دفن کرنے کی طرح سے دریا میں ڈالدیں اور میت کے ان خدمات واجبہ مذکورہ کی اجرت لینا حرام ہے ورنہ سب کچھ باطل ہو جائیگا۔ لیکن ان خدمات کے مقدمات کی اجرت لینا جائز ہے۔ بعض حالات خاص کے سوا نبش قبر حرام ہے۔ میت کو مشاہد مشرفہ کی جانب لیجانا اگر موجب ہتک اور اعضا کے

SALAR JUNG ES... (Oriental Section

جدا ہوجانے کا نہ ہو تو جائز ہے۔

فصل

جب کہ وضو یا غسل ممکن نہ ہو یا تو پانی نہ ہونے کے سبب سے۔
یا محض بقدر کفایت نہیں یا استعمال آب سے کوئی امر مانع ہے
مثلاً کسی بیماری کے ہو جانے کا اندیشہ ہے یا مرض بڑھ جانے کا خطرہ
ہے یا صحت حاصل ہونے میں استعمال آب سے دیر لگے گی یا نفس محترم
یا مال معتد بہ کے تلف ہو جانے کا خوف ہے یا پانی سے غسل
یا وضو کرنے سے وقت فوت ہوا جاتا ہے یا اس موجودہ پانی کا استعمال
ازالۂ نجاست کے لئے لازمی ہے ان تمام صورتوں میں غسل یا
وضو کے عوض تیمم کرنا لازم ہے اور وضو کرنا یا غسل کرنا باطل ہوگا۔
اور اگر چور کے خوف یا درندہ کے خوف یا منت شدید یا زیادتی
قیمت جو مکلف کو مضر ہو کہ جس کی تکلیف تیمم ہو چکی ہے تحمل کر کے
پانی حاصل کیا جائے چاہیئے کہ وضو یا غسل کر لے۔ اور بیابان میں
اگر پانی ملنے کا احتمال ہو وسعت وقت اور امکان کی صورت میں

لازم ہے کہ تفحص خود کرے یا نائب کے ذریعہ سے تلاش کرائے بیہڑ زمین میں ایک پرتاب تیر اور ہموار میں دو پرتاب تیر چاروں طرف سے اور اس صورت میں بغیر تفحص تیمم باطل ہے مگر اس صورت میں کہ باوجود تفحص واقعی پانی نہ ملتا اگر بقصد قربت بطور غفلت اور مثل کے عمل میں آیا ہو تو اُس کا تیمم صحیح ہو گا علی الاقویٰ۔

(مسئلہ ۱۷)

تیمم خاک زمین ریت اور پتھر پر ہو سکتا ہے یہ سب ایک مرتبہ کے ہیں ہر چند احتیاط یہ ہے کہ بہ ترتیب مذکورہ ہو یعنی اگر خاک نہ ملے تب زمین پر یا اس پر نہ ممکن ہو تب ریت پر اسی طرح سے ان کے بعد غبار کا مرتبہ ہے۔ اسکے بعد گیلی مٹی پر اگر خشک کر سکے یا پہلی والی چیزیں نہ مل سکیں تو احوط جمع کرنا ہے درمیان گچ اور پختہ اینٹ کے اور نماز کی قضا ادا کرے اور فاقد الطہورین یعنی جو نہ غسل کر سکے نہ وضو نہ تیمم اس کو چاہیئے کہ نماز پڑھے بھی اور پھر سے قضا کی بھی ادا کرے۔ اور کیفیت تیمم کی یہ ہے کہ

زمین پر ہاتھ مارتے وقت ہی نیت کرے اور باطن دست کو ساتھ
ہی ایک مرتبہ زمین پر مارے اور پیشانی اور ادھر اُدھر کے اُبھار بلکہ
ابروؤں کو بھی علی الاحوط بالوں کے اُگنے کی جگہ سے شکم دست سے اوّل
بینی تک اور ابروؤں کو طولاً نہ عرض میں پھر داہنے ہاتھ کی پشت دست
کو بائیں ہاتھ کے شکم دست سے اور بائیں ہاتھ کے پشت دست کو داہنے
ہاتھ کے شکم دست سے جتنا ڈھک جائے مسح کرنا لازم ہے اور اقوی یہ
ہے کہ ایک ضرب کافی ہے خواہ بدل وضو ہو خواہ بدل غسل ورنہ
پہلی ضرب سے پیشانی اور ہاتھ دونوں کا مسح کرے بقصد ما فی الذمہ،
کلائی سے اُنگلیوں کے سرے تک اور دوسری ضرب سے فقط دونوں
ہاتھوں کا مسح کرے اور جس چیز پر ضرب لگا کر مسح کیا جائے غصبی
اور نجس نہ ہو اور مضاف بھی نہ ہو اور کوئی چیز ہاتھ اور پیشانی کے
درمیان حائل نہ ہو اور غسل یا وضو کے عوض تیمم کرنے کی نیت معین
ہو اور لازم ہے کہ حرکت ماسح کرے نہ کہ ممسوح اور ترتیب اور موالات
کے ساتھ کیا جائے اور وقت سے قبل نہ ہو وقت کے اندر ہو اور عذر

برطرف ہونے کی توقع نہ ہو علی الاحوط ۔ ہر چند احوط اس میں مراعات ضیق وقت ہے مطلقاً خواہ توقع زوال عذر ہو یا نہ ہو۔ اور تا امکان خود تیمم کرے اور چاہیے کہ اعضاء تیمم پہلے سے پاک ہوں ۔ اور اگر جنب تیمم بدل غسل کرے بشرائط مذکورہ اور پھر نماز کے بعد حدث اصغر لاحق ہوا اور دوسری نماز تک وہ عذر غسل نہ کرنے کا باقی رہا چاہیئے کہ تیمم بدل غسل کرے اور احتیاط یہ ہے کہ وضو بھی کرے تا امکان اور اگر وضو نہ کر سکے ایک تیمم کرے بقصد ما فی الذمہ کافی ہے اور حائض اور مستحاضہ غیر جنب اگر وضو نہ کر سکیں ایک تیمم بدلے وضو کے کریں اور دوسرا بقصد احتیاط بدل غسل کریں ۔

(مسئلہ ۱۸)

چاندی سونے کے برتن کھانے پینے کے لیے حرام ہیں اور ملمع دار مکروہ ہیں اور انگشتری طلا مرد کے واسطے حرام ہے ۔



دوسرا مقصد نماز ہاے واجب میں

احادیث معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ روزانہ پانچوں وقت
کی نماز اعمالِ دین میں سب سے افضل ہے اور ستونِ دین
ہے۔ اگر روزِ قیامت کسی کی نماز قبول ہوگئی تو اُسکے
تمام اعمال قبول ہونگے۔ اور نماز ہی قبول نہ ہوئی تو کوئی
عمل قبول نہ ہوگا اور فصل و فرقِ مسلم و کافر میں سوائے
ترکِ نماز کے اور کچھ نہیں اگر نماز سے عقیدت نہ رکھکر
ترکِ نماز کرےگا کافر ہو جائےگا۔ رسالتمآب صلے اللہ
علیہ و آلہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز واجب کو
خفیف سمجھ کر ترک کرے یا اُسکے مسائل کو جان کر
نماز کو درست نہ کرے اُس کو میری شفاعت نصیب
نہ ہوگی۔

غیبتِ امام کے زمانے میں نماز ہاے واجب سات

ہیں۔ نماز یومیہ پنجگانہ، نماز آیات، نماز طواف واجب اور جو کچھ نذر و اجارہ اور عہد اور قسم سے واجب ہوں اور قضا اور فوائت والدین کہ بڑے بیٹے پر وہ واجب ہیں۔ اور نماز میت اور نماز جمعہ کہ واجب تخییری ہے اس معنی میں کہ اگر نماز جمعہ کو بشرائط ادا کرے نماز ظہر جمعہ کے دن ساقط ہوگی مگر احتیاط یہ ہے کہ جمعہ اور ظہر دونوں کو بروز جمعہ قربۃً الی اللہ بجا لائے۔

مقدمات نماز میں کئی چیزیں ہیں۔ اوّل طہارت حدث سے یعنی غسل اور وضو اور تیمم۔ دوسرے ازالۂ نجاست بدن مُصلّی سے یہاں تک کہ داڑھی اور ابروں کے بالوں سے بھی۔ اور اُس لباس کا طاہر ہونا جو ستر عورت کرے اور معاف ہے خون زخم اور گھاؤ کا بشرطیکہ عمداً آلودہ نہ کیا ہو اور متعارف سے متعدی نہ ہوا ہو۔ اور درہم بغلی سے کم خون معاف ہے بشرطیکہ خون حیض یا استحاضہ یا نفاس نہو مگر کا فر کا یا غیر ماکول اللحم کا نہو اور

کمربند جُراب بستر اور مثل اسکے کہ نماز اُس سے تمام نہیں ہوتی
معاف ہے۔ اور حمل متنجس کا عیب نہیں رکھتا اور بچّہ کی مربّیہ کے
واسطے جب دوسرا لباس ممکن نہ ہو اور تطہیر بھی ممکن نہ ہو تو
ہر روز ایک بار تطہیر کرے۔
تیسرے ستر عورتین۔ ہرچند دیکھنے والا وہاں موجود نہ ہو۔
اور مرد کے عورتین قبل اور دبر اور خصیتین ہیں اور عورت کو تمام
بدن چھپانا چاہیے مگر ہاتھ اور چہرہ اور پاؤں اور چاہیے کہ لباس
مصلّی غصبی نہ ہو اور اجزائے غیر ماکول اللحم اُس میں نہ ہوں اور
مردار نہ ہو اور مرد مصلّی کا لباس خالص ریشم کا نہ ہو اور زربفت
نہ ہو اور حرام گوشت کے اجزا بدن اور لباس مصلّی سے چسپیدہ نہوں سوا
اسکے جو انسانی ہے۔ ماہوت اور فاسونیہ اور جو لباس مشکوک
ہو کہ اجزائے ماکول اللحم سے ہے یا اجزائے غیر ماکول اللحم سے نماز
اُس میں علی الاقوی صحیح ہے اور طلائی یا نقرئی یا لوہے کی
گھڑی کا حالت نماز میں لیے رہنا کچھ حرج نہیں لیکن زنجیر طلائی

نہ خود لٹکائے نہ لباس سے متعلق رہے بلکہ جیب میں رکھ لے۔

(مسئلہ ا)

چوتھے مکان مصلّی غصبی نہ ہو اور سرایت کرنے والی جو چیز معفو نہیں ہی نہو اور جائے سجدہ پاک ہونا چاہیے۔

پانچویں قبلہ کی شناخت۔ پس جسکو کعبہ دکھائی دیتا ہو اُسے چاہیے کہ خود کعبہ کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھے اور اگر مشاہدہ ممکن نہیں ہے مثلاً دوسرے ممالک میں ہے تو سمت قبلہ کی جانب مُنہ کرکے نماز پڑھنا کافی ہے۔

چھٹے شناخت وقت کی۔ پس وقت داخل ہونے سے قبل نماز درست نہیں ہے اور دخول وقت نماز کا علم حاصل کرنا واجب ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو اطمینان گمان پر کافی ہے۔

مقارنات نماز گیارہ ہیں۔ چار اُن میں سے رکن ہیں۔

اوّل اُن ارکان میں سے قیام ہے۔ تکبیرۃ الاحرام کے وقت اور قیام متصل رکوع یعنی وہ قیام جس کے بعد رکوع میں جاتے

ہیں۔ اور طمانینت قیام میں شرط ہے ہلے ڈلے نہیں۔

دوسرے تکبیرۃ الاحرام اور وہ اللہ اکبر کہنا ہے۔ اور اُس کا اور کل ذکر نماز کا صحیح عربی زبان میں ہونا لازم ہے۔

رکوع یعنی حالت اختیار اور امکان میں اس قدر جھکے کہ اگر چاہے تو ہتیلیاں گھٹنوں پر رکھ سکے اور واجب ہے ذکر اور طمانینت حالت رکوع میں اور سیدھا ہونا رکوع سے اور طمانینت اُس حالت قیام میں اور خم ہونا سجدے کیلیے۔

چوتھے دونوں سجدے ہیں۔ یعنی سات اعضا کو زمین تک پہونچانا حالت اختیار میں اور وہ سات اعضا یہ ہیں۔ پیشانی دونوں ہتیلیاں۔ دونوں گھٹنے اور دونوں پیروں کے انگوٹھے اور چاہیے کہ مقام سجدہ اور جائے قیام کی سطح برابر ہو عرفاً اور چار اُنگل متصل سے زیادہ بلند و پست نہ ہو اس سے زیادہ مقدار پستی و بلندی کی مبطل نماز ہے اور واجب ہے کہ پیشانی ایسی چیز پر رکھے جس پر سجدہ درست ہو اور وہ زمین ہے یا جو کچھ زمین سے

روئیدہ ہوا ہو ان چیزوں سے جو کھائی پی نہ جاتی ہوں اور معدنی
نہو اور کاغذ پر سجدہ جائز ہے علے الاقوی۔ اور طمانیت حالت
ذکر میں جو واجب ہے واجب ہے اور سر اٹھانا سجدے سے اور
سیدھا بیٹھنا اور طمانیت دونوں سجدوں کے درمیان (لیکن غیر ارکان)
پس اوّل نیّت ہے بقصد قربت یعنی اس نماز کو بقصد فرمانبرداری خدا
بجالاتا ہوں۔ پس یہ نیّت کافی ہے اور دل سے نیت کرنا بہتر ہے
بہ نسبت زبان سے نیت کرنے کے۔

دوسرے قرأة واجب دو رکعت اوّل نماز میں قرأة حمد اور
ایک سورۂ کاملہ کی جو سورۂ عزائم سے نہ ہوں اور حالت مرض اور
عذر میں اجازت ہے کہ سورہ کو نہ پڑھے بلکہ تنگی وقت میں ترک سورہ
کے قرأة کا واجب ہے۔ اور نماز صبح اور مغرب اور عشا میں مردوں
پر واجب ہے کہ قرأة بالجہر کریں اور ظہر اور عصر میں اخفات واجب ہے
مردوں پر بھی اور دونوں رکعات اخیرہ میں اختیار ہے چاہے سورہ
حمد تنہا پڑھے خواہ تسبیحات اربعہ تین مرتبہ بنا بر احوط ورنہ اقوے

ایک مرتبہ ہے۔

تیسرے ذکر رکوع ہے اور ذکر سجود ہے ان میں اختیار ہے خواہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہے خواہ ایک مرتبہ تسبیح کبیرہ پڑھے یعنی رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہٖ اور سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ اور کوئی ذکر بھی اقوی ہے جو اتنی مدت سے کہ جس میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔

چوتھے تشہد طانیت سے جس طرح کہ معروف ہے پڑھے۔

پانچویں سلام ہے اور اس میں اختیار ہے چاہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ کہے چاہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور اضافہ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ مستحب ہے

چھٹے ترتیب یعنی نیت جب کر چکے تب تکبیر کہے پھر سورۂ حمد کی تلاوت کرے بعدازاں دوسرا سورہ پھر رکوع کرے اور پھر سجدہ میں جائے پھر تشہد ادا کرے اور ان سب کے بعد سلام۔

ساتویں موالات ہے۔ یعنی افعال نماز پے در پے بجالائے۔

———

(مسئلہ ۲)

تمام نماز ہائے پنجگانہ میں مرد و عورت پر اذان مستحب ہے خواہ نماز جماعت ہو خواہ فرادی ہو اسیطرح سے اقامت بھی۔ عورت کیلیے بھی مستحب ہے مگر خاص کر مرد اقامت کو ترک ہی نہ کرے۔

بارہ ۱۲ چیزیں ہیں جن سے نماز باطل ہوجاتی یا بیکار ہوجاتی ہے۔

اوّل حدث۔ جیسے پیشاب پاخانہ، ریح، نیند خواہ عمداً ہو خواہ غیر اختیاری۔

دوسرے کلام۔ یعنی بات کرنا حالتِ نماز میں جو قرآن اور ذکر اور دعا نہ ہو۔ اگرچہ دو حرف مہمل یا ایک بامعنی ہو۔

تیسرے فعل کثیر اور فعل قلیل بھی اتنی دیر تک اور اس طرح سے کہ جو شکل نماز کو مٹا دے جیسے ناچنا، کودنا وغیرہ خواہ عمداً ہو خواہ سہواً۔

چوتھے اور پانچویں عمداً کھانا پینا اثنا نماز میں اگرچہ اُس سے شکل نماز نہ بھی بگڑے۔ لیکن اگر کچھ دانتوں میں لگا رہ گیا تھا چھڑا کے نگلنا مبطل نماز نہیں۔

چھٹے قہقہے سے ہنسنا اگرچہ بلا اختیار سرزد ہو لیکن صرف مسکرانا نماز کو باطل نہیں کرتا۔ اگر بے آواز ہنسے اور دل میں ہنسی کو اتنا روکے کہ حالت متغیر ہو جائے تو ایسی حالت میں اعادۂ نماز احوط ہے۔

ساتویں کسی امر دنیا کیلیے حالت نماز میں عمداً یا سہواً رونا یا ایسے رونے کے واسطے منہ بنانا مبطل نماز ہے لیکن خوف و رنج سے گریہ کرنا اور شوق جنت میں رونا اور بے اختیار جناب سید الشہداءؑ پر گریہ کرنے کا مضائقہ نہیں مگر باختیار ان باتوں کیلیے بھی گریہ کرنے میں تامّل ہے۔

آٹھویں انحراف ہے یعنی قبلہ سے کج ہونا تمام بدن کے ساتھ دائیں یا بائیں جانب عمداً خواہ سہواً قہراً یا جبراً یا یہ کہ فقط منہ کو پیٹھ کی طرف پھرائے مبطل نماز ہے اسی طرح سے اگر صرف منہ کو دائیں بائیں جانب اور تھوڑا سا کل بدن پھیرے بھی تو احوط اجتناب ہے اور کنکھیوں سے دیکھنا بھی مکروہ ہے۔

نویں تکفیر یعنی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا عمداً اور اختیاراً بغیر تقیہ کے خواہ ہاتھ حالت قیام میں باندھے خواہ غیر حالت قیام میں علی الاحوط۔

دسویں ختم سورۂ حمد پر آمین کہنا بغیر تقیہ۔

گیارھویں کسی فعل نماز میں کمی زیادتی کرنا۔ کمی و زیادتی اگر رکن نماز میں کی ہے عمداً خواہ سہواً مبطل نماز ہے اور غیر رکن میں عمداً کمی زیادتی مبطل نماز ہے۔

بارھویں نماز کی رکعتوں کے شمار میں شک کا بیان اس کی آٹھ صورتیں ایسی ہیں جن میں نماز باطل ہے۔

(مسئلہ ۳)

اگر کسی رکن کو کم کر دیا اور دوسرے رکن میں داخل ہونے سے پہلے یاد آ گیا تو اُس پہلے کو تمام کر کے بقیہ نماز کو تمام کرے اور یہی حکم غیر رکن کے واسطے ہے اور اگر دوسرے رکن میں داخل ہو چکا ہے تو اُس کی نماز باطل ہے لیکن غیر رکن میں صحیح ہے۔

(مسئلہ ۴)

سجدۂ سہو چھ مقام میں واجب ہے۔ اوّل کلام بے جا۔ دویم سلام بے جا۔ سویم تشہد فراموش شدہ اور اجزائے تشہد کے لیے

علی الاحوط۔ اگر بعد داخل ہونے دوسرے رکن کے یاد آیا نماز تمام کرے
تشہد کی قضا کرے اُسکے بعد دو سجدے سہو کے بجالائے۔ چوتھے ایک
بھولے ہوے سجدے کو بعد نماز کے قضا کرے اور بعد اُسکے دو سجدے سہو کے
بجالائے۔ چھٹے قیام بے جا اس صورت میں بھی سجدہ سہو کا واجب ہونا
خالی قوت سے نہیں بلکہ سہو کا سجدہ بجالانا احوط ہے ہر زیادتی اور کمی کے
واسطے۔ اور اگر سجدہ سہو کو فراموش کردیا تو جب بھی یاد آئے بجالائے
اور وضو سجدۂ سہو ادا کرنے کے واسطے احوط ہے۔

(مسئلہ ۵)

کیفیت سجدہ کی یہ ہے کہ نیت کرے کہ دو سجدے سہو کے کرتا ہوں
زیادتی اور کمی کے جو افعال نماز میں مجھسے ہوگئی ہے قربۃً الی اللہ اور
مثل سجدۂ نماز کے سجدہ میں جاے اور کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ پھر بیٹھے اور پھر سجدے میں جاے
اور یہی کہے اور تشہد متعارف سلام اخیر یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کے پڑھے
اور سجدہ سہو میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ بھی کہنا جائز ہے

فصل احکام شکوک کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ شک دونوں جانب کے رجحان میں برابری کا نام ہے اگر ایک جانب رجحان زیادہ ہو تو وہ مظنہ کہلائیگا۔

شکیات نماز اکیس[۲۱] قسم کے ہیں۔ پانچ اُن میں سے غیر معتبر ہیں۔ اور آٹھ اُن میں سے ایسے ہیں کہ اگر اُن کو دیر تک سوچتا رہے تو نماز باطل ہوگی اور آٹھ اُن میں سے ایسے ہیں کہ تھوڑی سی فکر کے بعد صحیح ہیں لیکن وہ پانچ جن کا اعتبار نہیں وہ یہ ہیں۔

اوّل شک جو سلام کے بعد ہو۔ دوسرے اُس وقت شک ہوا جبکہ نماز کا وقت نہ رہا ہو ایسے شک کی طرف اعتنا نہ کرے۔ تیسرے شک افعالِ نماز میں یعنی ایسے وقت نماز کے کسی فعل میں شک کرے جبکہ اُسکا موقع جاتا رہا اور دوسرے فعل میں داخل ہو چکا ہے اگرچہ وہ فعل مستحبات یا مقدماتِ نماز میں ہو اُس کی جانب بھی اعتنا نہ کرے لیکن اگر شک سجدہ کرنے میں اُٹھنے کے وقت ہوا تو چاہیے کہ وہیں سے سجدے کی طرف لوٹ جائے اور اُسے بجالائے یہی حکم اذکار کا ہے

یعنی اگر شک کیا کہ سورۂ حمد نہیں پڑھا اور دوسرا سورہ شروع کر چکا ہے تو ایسے شک کا اعتبار نہیں۔ چوتھے کثیر الشک اپنے شکوک کی طرف اعتنا نہ کرے۔ ایسے آدمی کو چاہیے کہ بنا اکثر پر کرے بشرطیکہ مبطل نماز نہو ورنہ بنا اقل پر کرنا چاہیے اور کثیر الشک ہونیکے وہی معنی لیے جائینگے جو عرف میں ہیں۔ پانچویں امام اور ماموم بشرط حفظ وضبط دوسرے کے شک کا اعتبار نہ کریں اگرچہ ایک دوسرے کے قول سے مظنہ حاصل نہ کریں یعنی اگر امام نے شک کیا اور ماموم نے نہیں کیا یا ماموم نے شک کیا امام نے نہ کیا معتبر نہیں۔ اور وہ آٹھ چیزیں جن سے نماز باطل ہو جاتی ہے وہ یہ ہیں۔ احوط یہ ہے کہ اگر اس قدر فکر کرے کہ صورت نماز گزار سے خارج ہو جائے لیکن اگر صورت نماز گزار سے خارج نہیں ہوا تو جس حد تک علم یا اُس کا مظنہ پہونچے اُس پر عمل کرے۔

اوّل دو رکعتی نماز کے اعداد رکعات میں شک کرے مثلاً صبح کی نماز یا جمعہ کی یا نماز قصر یا نماز آیات و طواف میں۔ سوائے اُس نماز دو رکعتی کے جو احتیاطاً پڑھی جائے۔ تو ایسے شک کی صورت میں نماز باطل ہوگی

دوسرے سہ رکعتی نماز کے اعداد رکعات میں شک کرے جیسے نماز مغرب یہ شک بھی مبطل نماز ہے۔ تیسرے چہار رکعتی نماز کے اعداد رکعات میں یا شک کرے لیکن ایک رکعت درمیان میں رہے مثلاً پہلی اور تیسری یا دوسری اور چوتھی میں کہ ایسا شک بھی مبطل نماز ہے۔ چوتھے چہار رکعتی نماز میں اعداد رکعات میں اس طور سے شک ہو کہ دو رکعت فاصل ہوں مثلاً پہلی چوتھی رکعت میں شک لاحق ہو مگر شرط یہ ہے کہ ذکر واجب سجدہ دوئیم کامل کر چکا ہو یہ شک بھی مبطل نماز ہے۔ پانچویں شک درمیان دو اور پانچ یا پانچ سے زیادہ کے۔ چھٹے تین اور چھ میں شک ہو کہ تیسری رکعت پڑھ رہا ہوں یا چھٹی ہر صورت میں۔ ساتویں یہ کہ چار اور چھ میں شک ہو ہر صورت میں۔ آٹھویں یقین شک میں ہو اور شک رکعات کے عدد میں مثلاً یہ کہ اس کا تو یقین ہے کہ نماز مشکوک ہوئی لیکن عدد رکعات کو گم کر دیا ہے یہی نہیں پتہ کہ کون سی رکعت ہے ان سب صورتوں میں نماز باطل ہے۔ لیکن آٹھ صورتیں اور بھی ہیں جن میں نماز صحیح ہے۔ اوّل یہ کہ شک کرے درمیان دوسری اور تیسری

رکعت کے اُس وقت جبکہ دوسرے سجدے کے ذکرِ واجب کو ادا کر چکا ہے
تو وہی کے بعد بنا تین پر کرے اور نماز کو تمام کرے اور سلام کے بعد قبل اسکے
کہ کوئی فعل اُس سے ایسا سرزد ہو کہ پہلی نماز پڑھی ہوئی کے مخالف ہو یا
تو ایک رکعت کھڑے ہو کر بجا لائے یا دو رکعت بیٹھ کر ادا کرے۔ مخالف نماز
سے مطلب یہ ہے کہ قبلہ سے منحرف نہ ہوا ہو بات چیت نہ کی ہو گویا
کہ ابھی تک نماز ہی مین مشغول تھا۔ دوسرے شک درمیان دو اور چار کے
دونوں سجدوں کی تکمیل کے بعد بنا چار پر کرے اور نماز کو تمام کرے اور
دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجا لائے۔ تیسرے یہ کہ شک واقع ہو
دوسری اور تیسری اور چوتھی رکعت میں دونوں سجدوں کے تمام کرنے کے
بعد اس صورت میں بنا چار پر کرے اور دو رکعت نماز احتیاط بجا لائے اور
دو رکعت بیٹھ کر بجا لائے۔ چوتھے اگر تین اور چار رکعت میں شک
کسی وقت ہو بنا چار پر کرے اور نماز تمام کرنے کے بعد یا ایک رکعت
کھڑے ہو کر بجا لائے یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھ لے۔ پنجم یہ کہ اگر شک درمیان
چار اور پانچ کے اتمام سجدتین کے بعد ہوا بنا چار پر کرے اور دو سجدے

سہو کے واجب بجالاے اور اگر یہ شک حالت قیام میں ہوا ہے چاہیے
کہ فوراً بیٹھ جائے اور تشہد اور سلام پورا کرے عمل مذکور بجالائے اور دو سجدے
سہو کے قیام بیجا کیوجہ سے ادا کرے بلکہ احوط یہ ہوگا کہ اگر بحول اللہ یا تسبیحات
بے جا عمل میں لایا ہے تو اُن کے واسطے بھی دو سجدے سہو کے بجالاے
چھٹے اگر حالتِ قیام میں تین اور چار اور پانچ میں شک ہوا ہے تو
بیٹھ جائے اور دو اور تین اور چار والے شک کے اعمال بجالاے اور
احتیاطاً دو سجدے سہو کے بھی کرے۔ ساتویں اگر حالتِ قیام میں
تین اور پانچ میں شک ہوا ہے تو بیٹھ جاے اور دو اور چار کے شک
میں جو حکم ہے اُسے عمل میں لاے اور دو سجدے سہو کے احتیاطاً کرلے
آٹھویں یہ کہ شک ہو پانچ اور چھ میں اگر حالت قیام میں ہے بیٹھ جائے
اور اکمال سجد تین کے بعد چار اور پانچ کے شک کا حکم جاری کرے اور یہ خالی
قوت سے نہیں کہ دو سجدے وجوباً سہو کے بجالاے کیونکہ بیجا قیام کیا تھا۔

(مسئلہ ۱)

جاننا چاہیے کہ نماز احتیاط واجب ہے اور وہ اس طرح پڑھی جاتی ہے

کہ سلام کے بعد اور قبل اسکے کہ کوئی فعل اُس سے منافی نماز سرزد ہو کھڑا ہو اور نیت نماز احتیاط کی کرے خواہ ایک رکعت والی نماز احتیاط پڑھتا ہو خواہ دو رکعت والی۔ سورۂ حمد کی قرأت آہستہ کرے اور دوسرا سورہ اور قنوت نہ ادا کرے اور شکی کو چاہیے کہ اپنی نماز کی بنا صحت پر کرے۔

(مسئلہ ۲)

اثنار نماز میں مظنہ حکم یقین کا رکھتا ہے خواہ اجزاے نماز میں خواہ عدد رکعات میں۔ موانع نماز میں مظنہ کا اعتبار نہیں۔ اسی طرح بعد نماز بھی مظنہ کا اعتبار نہیں۔

(فصل) نماز آیات کے بیان میں

نماز آیات واجب ہوتی ہے سورج گرہن چاند گرہن زلزلے اور ہر ایسی آسمانی آفت کیلیے جو اکثر آدمیوں کے خوف کا سبب ہو۔ نماز آیات دو رکعت ہے۔ ہر رکعت میں پانچ پانچ رکوع ہیں اور ہر دو رکوع کے درمیان سورۂ حمد اور ایک اور سورہ پڑھا جاتا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ دوسرے سورے کو پانچوں میں تقسیم کرے اور ایک حصّہ کو سورۂ حمد کے بعد قرأت

کرے اور پھر رکوع کے بعد ایک حصّہ کی قرأت کرے مگر اس صورت میں
سورۂ حمد کو اُس سے پہلے نہ پڑھے اور پہلی رکعت میں دوسرے اور چوتھے
رکوع سے قبل قنوت مستحب ہے اور دوسری رکعت میں پہلے اور تیسرے
اور پانچویں رکوع سے قبل قنوت پڑھنا چاہیے۔

(فصل) نماز قصر کے بیان میں

چار رکعتی نماز کا قصر اُس سفر میں واجب ہے جس کی مسافت آٹھ فرسخ ہو
خواہ صرف جانے کی خواہ آنے جانے کی ملا کر۔ مگر قصر کا حکم صرف اُس وقت
تک جاری رہے گا جب تک کوئی بات قاطع سفر عمل میں نہ آئے اور یہ
بھی ضرور ہے کہ صرف جانے کی مسافت چار فرسخ سے کم نہ ہو۔ مثلاً یہ
کہ کوئی مقام جہاں جانا ہے صرف تین فرسخ ہے اور واپسی میں اُس راہ
سے آیا جس سے پانچ فرسخ مسافت طے کرنا پڑی گو آٹھ فرسخ مسافت
طے کی لیکن چونکہ ایسے راستہ سے گیا ہے جو تین ہی فرسخ کی مسافت
رکھتا تھا اس حالت میں قصر نہیں کر سکتا۔ اسی کو مسافت تلفیقی کہتے
ہیں۔ شرائط قصر حسب ذیل ہیں۔ اوّل کم سے کم آٹھ فرسخ کی مسافت

طے کرنیکا قصد ہو اور یہ قصد انتہائے مسافت تک باقی رہے اور اس سفر کے اثنا میں کسی جگہ دس دن کے قیام کا یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا قصد نہ ہو۔ دوسرے سفر حرام نہو۔ تیسرے مسافرت پیشہ نہ ہو جیسے سواریوں کو کرایہ پر چلانے والے یا ملاح وغیرہ۔

(مسئلہ ۱)

اگر کوئی مسافر کسی جگہ کم سے کم دس دن قیام کا قصد کرے تو اُس کو نماز تمام پڑھنی چاہیے اور اگر کسی مسافر نے دس دن کے قیام کی نیّت کے بعد ایک نماز تمام ادا کی اور پھر دس دن کے قیام کی نیّت جاتی رہی اور قصد کر لیا کہ دس دن کے اندر ہی یا اوسی روز سفر کرے یا متردد ہوا درمیان سفر اور قیام عشرہ کے اور ابھی حد ترخص سے باہر نہیں ہوا تو چاہیے کہ نماز تمام پڑھے اور اگر ابھی تک اُس نے کوئی نماز ادا نہیں کی ہے اور نیّت قیام دس دن کی جو کر چکا تھا اُس سے پھر گیا تو چاہیے کہ نماز قصر پڑھے اگرچہ دس دن تک بغیر قصد اُس کو وہاں ٹھہرنا ہی پڑے قصر نماز میں حد ترخص سے باہر نکل جانا شرط ہے۔ حد ترخص وہ مقام ہے

جہاں سے درودیوار شہر نہ دکھائی دیں اور آواز اذاں وہاں تک نہ پہونچ سکے۔ اور احتیاط اس میں ہے کہ حد ترخص وہ مقام قرار دے جہاں سے درودیوار نہ دکھائی دیں نہ آواز اذان پہونچ سکتی ہو یعنی دونوں کا لحاظ رکھے

(مسئلہ ۲)

اگر کسی مسافر نے دس دن کے قیام کی نیّت کسی مقام پر کی ہو اور اُس دس دن کے اندر ہی اُس کو آٹھ فرسخ سے کم مسافت پر جانا پڑا اور ایک رات رہ کر واپس آ گیا تو کچھ حرج نہیں نماز تمام پڑھے اور اگر اس دس دن کے قیام میں پہلے ہی اُس مقام پر جانے کا قصد رکھتا تھا جہاں جا کر لوٹ آیا ہے اور جو مسافت میں آٹھ فرسخ سے کم تھی تو چاہیے کہ قصر اور اتمام دونوں کو ادا کرے اور یہی احوط ہے اور اس سے قبل والی صورت میں بھی قصر و اتمام دونوں طور پر نماز بجالانا احوط ہوگا۔

فصل

جو نمازیں شرائط وجوب جمع ہونے کے بعد واجب تھیں اور وہ قضا ہو گئی ہیں چاہیے کہ اُن کو ادا کرے جو قصر قضا ہوئیں اُن کو

قصر کی صورت میں ادا کرے اور جو ایسی حالت میں قضا ہوئیں کہ تمام نماز پڑھنا اُن کو اتمام کی صورت میں ادا کرے اور ترتیب کا لحاظ قضا نمازوں کے ادا کرنے میں اس صورت میں واجب ہوگا جب کہ ترتیب یاد رہی ہو ورنہ واجب نہیں کہ بالترتیب نمازوں کو ادا کرے۔

مقصد سوم

رُوزہ کے بیان میں

اس میں چند شرطیں ہیں۔ عقل، اسلام، ایمان، مسافر نہونا ایسے سفر میں جس میں قصر ضروری ہے مگر یہ کہ سفر بعد ظہر کیا جائے۔ تمام دن خالی ہونا حیض و نفاس سے ضرر کا اندیشہ نہو اسلیے کہ ضرر کے گمان کے ساتھ رُوزہ صحیح نہ ہوگا۔ اور روزے میں شرط ہے کہ جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اُن سے باز رہے بقصد قربۃ اور روزہ واجب غیر معین میں لازم ہے کہ معین کرے مثلاً قضاء رمضان کا روزہ ہے یا ماہ رمضان کا روزہ ہے یا قسم کا ہے وغیرہ وغیرہ اور روزے کی نیت یا تو رات ہی کو کر لے یا جب روزہ رکھے صبح

کے قریب نیت کرلے اور بہتر یہ ہے کہ رمضان بھر کے روزوں کی
نیت اوّل شب رمضان میں کرے اور پھر ہر رات کو بھی علیحدہ نیت
کرتا رہے مگر اقوی یہ ہے کہ ہر شب میں علیحدہ علیحدہ نیت کرنا کافی ہے
مگر روزے کی نیت بعد ظہر نہیں ہوسکتی۔ یوم الشک کا روزہ اگر بہ نیت
شعبان یا قضار ماہ رمضان گزشتہ رکھے صحیح ہے اور وہ رمضان میں
محسوب ہوگا۔ اور قصد ریا اور قصد افطار مبطل روزہ ہے مبطلات
روزہ حسب ذیل ہیں ان سے باز رہنا ضرور ہے۔

اوّل و دوم کھانا اور پینا عمداً خواہ وہ کھانے کی چیز معمولاً ہو یا نہو
جیسے روٹی یا خاک اور جانوروں کا چارہ۔ ہاں نمک چکھنے کا مضائقہ نہیں
یا بچہ یا چڑیا کے واسطے کچھ چبا کے انکو کھلانا بشرطیکہ جوف حلق تک
نہ پہونچے۔ اور جو بلغم فضار دہن میں نہیں آیا اُسکے نگلنے میں کوئی حرج
نہیں۔ تیسرے جماع خواہ دبر میں ہو خواہ قبل میں فاعل و مفعول
دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے چاہے انزال منی ہوا ہو یا نہوا ہو
اگرچہ مفعول حیوان ہی کیوں نہ ہو۔ چوتھے خدا اور رسول ائمہ پر

اور جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا پر جھوٹ بولنا مبطل روزہ ہے اور قضا اور کفّارہ دونوں لازم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سے تمام انبیاء اور اوصیاء انبیاء پر جھوٹ بولنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے اور موجب قضاء و کفّارہ ہے۔ پانچویں ارتماس یعنی پانی میں غوطہ مارنا بشرطیکہ عمداً غوطہ مارا ہو روزے کو باطل کرتا ہے مگر صرف موجب قضا ہے اور اگر بھولے سے غوطہ مارا ہے تو نہ قضا ہے نہ کفّارہ۔ چھٹے دود غلیظ اور غبار غلیظ جیسے آٹا یا گرد جو حلق تک پہونچ جائے مبطل روزہ ہے۔ ساتویں عمداً قے کرنا موجب قضاء ہے بلکہ کفارہ بھی لازم آتا ہے اور بے اختیار قے آنے میں نہ قضاء ہے نہ کفّارہ۔ آٹھویں استمنا یعنی منی کا خارج کرنا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں۔ نویں حقنہ یعنی تر چیز کو جو پانی کی صورت میں ہو دبر کی راہ سے پیٹ میں بلا ضرورت پہونچانا حرام اور روزے کا فاسد کرنے والا ہے اور موجب قضاء ہے لیکن نمک اور صابون سے شافہ کرنا مبطل روزہ نہیں۔ ہر چند کہ اس کا بھی ترک کرنا احوط ہے۔ دسویں

طلوع صبح تک حالت جنابت میں رہنا یہ مفسد روزہ ہے رمضان کے روزے اور قضاء رمضان کے روزے کا اور موجب قضاء و کفارہ ہے اور یہی احوط ہے۔ اگرچہ جنب سونے میں بعد بیدار ہونے کے مطلقاً اقوی صرف قضا ہے نہ کہ کفارہ۔

(مسئلہ ۱)

کلّی اور مسواک کرنا روزہ دار کے واسطے جائز ہے لیکن مسواک کا پانی نگلے نہیں۔ سرمہ لگانا یا آنکھ و دماغ میں دوا ڈالنا باوجود عدم علم کے کہ حلق تک نہ پہونچے گی ضرر نہیں رکھتا۔

(مسئلہ ۲)

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور حرام نہیں ہیں لیکن موجب قضاء ہیں چند چیزیں ہیں۔ اوّل یہ کہ صبح ہونے کی جب کہ تحقیق کر سکتا ہو اور تحقیق نہ کرے اور کسی ایسی چیز کا استعمال کرلیا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور بعد کو معلوم ہوا کہ صبح تھی تو صرف قضا واجب ہے اسی طرح قضا احوط ہے اُس شخص پر جو رات باقی رہنے کا اطمینان رکھتا ہو

اور یہ بات بعد کو معلوم ہوئی کہ جب مفطر عمل میں آیا تھا تو اُس وقت صبح
تھی ۔ دوم یہ کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے کہنے پر کہ ابھی رات ہے
بھروسہ کرکے کوئی مفطر عمل میں لائے اور تحقیقات کے بعد ثابت ہوا کہ
صبح ہوگئی تھی پس ایسی صورت میں بھی صرف قضا لازم ہوگی ۔ تیسرے
یہ کہ کوئی خبر دے کہ صبح ہوگئی اور سننے والے نے خیال کیا کہ دل لگی سے
کہتا ہے یا جھوٹ کہتا ہے اور اس خیال کی بنا پر کچھ کھالیا بعد کو معلوم
ہوا کہ صبح تھی اس پر بھی صرف قضا لازم ہے ۔ چوتھے یہ کہ وقت مغرب
داخل ہونے کا یقین ہوگیا خواہ دو عادلوں کی شہادت سے ایسا یقین کرلیا
بعد کو معلوم ہوا کہ دن باقی تھا ایسی صورت میں بھی صرف قضا لازم
ہے لیکن اگر وقت کی تحقیقات کی قدرت رکھتا تھا یعنی دریافت کرسکتا
تھا اور پھر ایسا نہ کیا تو کفّارہ بھی واجب ہوگیا ۔ اور ابر ہونے کے سبب سے
ایسا دھوکا ہوا تو قضا بھی واجب نہیں ۔ پانچویں اگر کوئی شخص بلا وجہ
یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے واسطے کُلّیاں کرے اور پانی حلق میں چلا جائے
صرف قضا لازم ہے ۔

(مسئلہ ۳)

اگر روزہ کسی ایسی چیز سے ٹوٹا ہے جیسے روٹی کھالی یا پانی پی لیا اور روزہ وہ ماہ رمضان کا تھا تو تینوں قسم کے کفّاروں میں سے جسے چاہے اختیار کرے خواہ بندہ آزاد کرے خواہ دو ماہ کے پے در پے روزے رکھے خواہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے لیکن اگر کسی حرام چیز سے روزہ توڑا ہے مثلاً زنا کرنے یا شراب پینے سے تو تینوں کفّاروں کا واجب ہونا قوت سے خالی نہیں اور نذر معین عہد کے روزے میں اگر ایسا ہوا ہے تو کفارہ یمین لازم ہے پس مخیر ہے چاہے بندہ آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا دے اور اگر اس سے عاجز ہے تو تین دن پے در پے روزے رکھ لے یہی کفارۂ یمین کہلاتا ہے۔

فصل

زکوٰۃ فطرہ ہر بالغ و عاقل آزاد و غنی اور اُس شخص پر جو بیہوش نہ ہو واجب ہے اور مسلمان ہونا زکوٰۃ فطرہ کے صحیح ہونے میں شرط ہے یعنی غیر مسلم سے زکوٰۃ فطرہ صحیح نہیں۔ پس جب یہ شرطیں کسی میں پائی جائیں

تو ماہ رمضان کے آخری دن غروب آفتاب سے قبل یا غروب کے ساتھ ہی
اس زکوۃ کا نکالنا واجب ہوتا ہے۔ اپنی طرف سے بھی اور اپنے عیال کی
طرف سے بھی اگرچہ واجب النفقہ نہوں بلکہ اُن لوگوں کا بھی فطرہ نکالنا پڑیگا
جو بالغ وعاقل وآزاد ومسلم نہ بھی ہوں حتیٰ کہ اُس مہمان کا بھی جو رضامندی
صاحب خانہ وارد ہوا ہو بشرطیکہ عیال میں شامل سمجھا جائے ورنہ
احوط یہ ہوگا کہ میزبان اور مہمان یعنی دونوں زکوۃ فطرہ نکالیں۔ اور
عید کے دن دوپہر تک بھی نکال سکتے ہیں لیکن عید کے دن نکالنے میں
افضل یہ ہوگا کہ قبل نماز عید دیدیں۔ اور نکال دینے کے بعد اس خیال
سے دیر کرنا کہ افضل اور جو زیادہ مستحق ہے اُس کو ملجائے اور اس خیال سے
دینے میں دیر ہوجائے تو تاخیر جائز ہے لیکن جو بچہ بعد غروب عید کی رات کو
پیدا ہوا ہے اُس کا فطرہ نہیں ہے جو شخص زکوۃ لینے کا حق رکھتا ہے
وہی فطرہ کا بھی مستحق ہوسکتا ہے ہاشمی کا فطرہ ہاشمی کو لینا جائز ہے اور
احوط یہ ہے کہ ایک مستحق کو ایک صاع سے کم نہ دیں اور چاہیے کہ فطرہ اُس
چیز سے نکالیں جو زیادہ کھائی جاتی ہے جیسے گیہوں جو مویز خرما جما ہوا
خشک شدہ دہی مسور دودھ وغیرہ لیکن احوط یہ ہے کہ گیہوں مویز خرما جو فطرے

میں دیئے جائیں اور اگر قیمت دیدے تب بھی کفایت کرتا ہے اور گیہوں میں اگر کچھ اور ملا ہو تو بھی قیمت دینا بہتر ہوگا۔ اور ایک آدمی کے فطرہ کی مقدار ایک صاع ہے۔ صاع کی مقدار ایک من تبریزی سے ۲۵ ۳/۴ مثقال کم ہوتی ہے اور انگریزی سیر کے حساب سے تین سیر تین چھٹانک مگر ساڑھے تین سیر اولیٰ ہے اور اگر ایک حقہ نخفی دیں بہتر ہے جو صاع سے کچھ زیادہ ہے مگر ایسی زیادتی قربتہً الی اللہ کردیں۔

(مسئلہ ۱)

نماز عید فطر اور نماز عید قرباں اس غیبت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ و روحی فداہ میں مستحب ہے نماز جمعہ اور نماز عیدین میں فرق صرف یہ ہے کہ عیدین میں خطبہ بعد نماز ہونا چاہیے اور نماز پر خطبہ کا مقدم کرنا جائز نہیں۔

مقصد چہارم زکوۃ کے بیان میں

زکوۃ ہر ایسے شخص پر واجب ہے جو بالغ اور عاقل اور مالک نصاب ہو اور اُس مال پر تصرف کر سکتا ہو اُس مال سے نکالے اگرچہ اتنا مال

مؤنت سال کو کفایت نہ کرے یعنی سال بھر کے خرچ کو کافی نہ ہو یا اُس
کے برابر یا زیادہ کا قرض دار ہوا ور زکوٰۃ قرض کی قرض لینے والے پر
ہے اور زکوٰۃ زمین اجارہ کی متاجر اور زراعت کرنے والے پر ہے۔
جاننا چاہیے کہ زکوٰۃ نو چیز میں واجب ہے۔ اوّل سونا۔ دوم چاندی
اس میں شرط یہ ہے کہ رائج الوقت سکہ کی صورت میں ہوں۔ تیسرے
گوسفند۔ چوتھے اونٹ پانچویں گائے اور ان پانچوں میں سال بھر
گزرجانا شرط ہے۔ اور زکوٰۃ میں سال کا گزرنا اُس وقت سمجھا جائیگا جبکہ
بارھواں مہینہ داخل ہوا اور بارھواں مہینہ اُس کے سال میں محسوب
ہوگا اور گوسفند اور اونٹ اور گائے میں یہ بھی شرط ہے کہ تمام سال
جنگل میں چری ہوں جسکو عرف میں معلوفہ نہ کہیں یعنی گھر باندھ کر کھلائی
نہ گئی ہوں اور اُن کا شروع سال پیدائش سے لیا جائیگا اور گائے
اور اونٹ میں یہ بھی شرط ہے کہ اُن سے کام نہ لیا جاتا ہو۔ چھٹے گیہوں ہے
ساتویں جو ہے یا اور اسی کے مثل۔ آٹھویں مویز۔ نویں خرما بشرطیکہ
ان چار کا مالک زکوٰۃ واجب ہونیسے پہلے خرید یا زراعت کے ذریعہ سے

ہوگیا ہو یا اور کسی ذریعہ سے جو مثل اسکے ہو بنا بر احوط۔ بلکہ اظہر یہ ہے کہ اوّل نصاب کا ملاحظہ کرے پھر مخارج اور مصارف زراعت اور خراج سلطانی نکال دے اور باقی کی زکوۃ دے اگرچہ مخارج و خراج سلطانی نکالنے کے بعد نصاب سے کمتر رہ گیا ہو۔ اور اگر مخارج وغیرہ مجرا نہ کرے تو بہتر ہوگا۔

(مسئلہ ۱)

سونا یعنی طلا میں نصاب اوّل پندرہ مثقال صیرفی ہے جو ہندی وزن سے ۶ تولہ کے برابر ہے اور دوسری نصاب ۳ مثقال سے جو ۱ $\frac{1}{5}$ تولہ کے برابر ہے اور چاندی کی اول نصاب ۱۰۵ مثقال صیرفی ہے جو ۴۲ تولہ کے برابر ہے اور دوسری نصاب ۲۱ مثقال ہے جو ۸ $\frac{2}{5}$ تولہ کے برابر ہے اور نصاب کی دونوں مقداروں میں $\frac{1}{40}$ زکوۃ نکالنا چاہیے اور بہتر تو یہ ہے کہ جب کبھی بھی نصاب اوّل سے تجاوز کرے $\frac{1}{40}$ نصاب کا ادا کردے اگرچہ بعض اوقات کچھ زیادہ دیدیا مستغلات[۵] اور مالی تجارت کی زکوۃ کا وہی حکم ہے جو نقدین یعنی سونا

۵ یعنی مستغلات اربعہ جو گیہوں خرما اور مویز ہیں

چاندی کی زکوۃ کا حکم ہے لیکن نوٹ اور پرامیسری نوٹوں میں سے زکوۃ لازم نہیں کیونکہ شرط زکوۃ یہ ہے کہ سونا چاندی مسکوک ہو لیکن خمس البتہ نوٹ اور پرامیسری نوٹ وغیرہ سے متعلق ہوگا کیونکہ تجارتی نفع نوٹ اور پرامیسری نوٹوں کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور نوٹوں کے مبادلہ یا روپیہ وغیرہ سے کمی بیشی سود میں داخل نہیں کیونکہ سود اُن چیزوں سے تعلق رکھتا ہے جو پیمانہ اور وزن لین دین سے کیجاتی ہیں اور نوٹ کا کوئی وزن نہیں اور ضمانت میں اگر کوئی شخص نوٹ یا ہنڈوی پرامیسری نوٹ کو تلف کردے چاہیے کہ ویسا ہی ادا کرے کیونکہ وہ مثل رکھتا ہے قیمت نہیں رکھتا۔

(مسئلہ ۲)

اور چاروں غلّوں کی حد نصاب ایک ہی منحصر ہے[1] اور اگر حد نصاب تک پہونچنے میں کچھ بھی کمی رہ گئی ہے تو کچھ بھی زکوۃ واجب نہیں چنانچہ نصاب سے جو کچھ زیادہ ہوگیا اوسکی زکوۃ واجب ہے اگرچہ خفیف سی مقدار زیادہ ہوگئی ہو اور مقدار نصاب تین سو صاع ہے یعنی سولہ عباسی وزن

[1] بعض چیزوں میں کئی کئی نصاب ہیں جیسے گوسفند شتر وغیرہ مگر غلہ میں صرف ایک نصاب ہے

جو شاھی من کے حساب سے ۱۴۴ من سے ۴۵ مثقال کم ہے اور تبریزی من سے جو آٹھ عباسی کے برابر ہے ۲۸۸ من میں سے ۴۵ مثقال کم ہوتا ہے اور حقہ نجفی سے ۸۰ وزنہ اور ۵ ½ حقہ سے ۵۸ ⅓ کم بحساب صیرفی اور حقہ اسلامبولی سے ۲۷ وزنہ دو حقہ اور ۳۵ مثقال ہے اور انگریزی حساب سے ۲۲ من ۹ سیر ۳ چھٹانک ایک تولہ ہے اور مقدار زکوۃ ۱/۱۰ ہے اگر آب نہر یا آب باراں سے ہوا ہے اور آبپاشی میں یہ شرط ہے کہ اوزاروں سے آبپاشی نہ کی ہو اور اگر آلات و اوزار سے آبپاشی کرکے پیدا ہوا ہے تو ½ ہے اور اگر بعض دفعہ آلات و اوزار کی احتیاج ہوئی بعض دفعہ نہ ہوئی تو سہ ربع عشر ادا کرے یعنی ۱/۱۰ کا ۳/۴ = ۳/۴۰ حصہ کے۔

(مسئلہ ۳)

گوسفند میں پانچ نصاب ہیں اوّل ۴۰ اور اسکی زکوۃ ایک گوسفند ہے۔ دوم ۱۲۱ اور اسکی زکوۃ ۲ گوسفند ہیں۔ تیسرے ۲۰۱ اور اسکی زکوۃ ۳ گوسفند ہیں۔ چوتھے ۳۰۱ اور اسکی زکوۃ ۴ گوسفند ہیں۔

پانچویں ۴۰۰ اور جتنی اور زیادہ ہوں ہر سیکڑہ پر ایک گوسفند زکوۃ ہوگی۔ گاے بیل میں دو نصاب ہیں اوّل ۳۰ دوسرے ۴۰ اور چالیس کے بعد ان دونوں نصابوں سے جو نصاب ہوجاے اُسکا اعتبار کرے اور ہر ۳۰ گاے پر ایک برس کا گوسالہ نر یا مادہ اور ہر چالیس پر ایک مادہ گاے جو تیسرے سال میں داخل ہوئی ہو دیدے۔ اونٹ کے ۱۲ نصاب ہیں۔ اوّل نصاب پانچ اونٹ ہیں اور جب تک پانچ پانچ اونٹ پچیس تک پہونچ جائیں ہر پانچ پر ایک گوسفند ہے چھٹے ۲۶ اونٹ ہیں اسکی زکوۃ ایک اونٹ کا بچہ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہوا ہو۔ ساتویں ۳۶ اونٹ اسکی زکوۃ ایک اونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہوا ہو۔ آٹھویں نصاب ۴۶ اونٹ اُسکی زکوۃ ایک اونٹ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہوا ہو۔ نویں ۶۱ اونٹ ہیں اوسکی زکوۃ ایک اونٹ ہے جو پانچویں سال میں داخل ہوا ہو۔ دسویں ۷۶ اونٹ ہیں اسکی زکوۃ دو اونٹ ہیں جو تیسرے سال میں داخل ہوے ہوں۔ گیارھویں ۹۱ اونٹ زکوۃ اُن کی

دو اونٹ ہیں جو چوتھے سال میں داخل ہوئے ہوں۔ بارھویں ۱۲۱ اونٹ
اور اس سے زیادہ کے لیے ہر چالیس اونٹ کے حساب سے ایک اونٹ جو تیسرے
سال میں داخل ہوا ہو دیدے مگر جو اونٹ زکوٰۃ میں دیا جاوے مادہ
ہونا چاہیے۔

(مسئلہ ۴)

جو گوسفند زکوٰۃ میں دیا جائے اگر بھیڑ ہے ایک سال کی ہو۔ اگر
بکری ہے ۲ سال پورے کر چکی ہو اور تیسرے میں داخل ہو احوط یہی ہے

(مسئلہ ۵)

مستحقین زکوٰۃ اور اسکے مصرف کے بیان میں۔ مساکین اور
فقرا جو بالفعل اور بالقوۃ سال بھر کی قوت نہ رکھتے ہوں حقدار ہیں اور قرضدار
لوگ بھی مستحق زکوٰۃ ہیں اور وہ لوگ جو پردیسی ہو گئے ہیں اور بیچارگی کی
حالت میں ہیں اگرچہ اپنے وطن میں وہ محتاج نہ ہوں اور زکوٰۃ جمع
کرنے والے ہوں اور بندوں کے آزاد کرانے میں بھی زکوٰۃ کا مال
صرف ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ بندے حالت سختی میں ہوں۔ اور

مطلق نیک کاموں میں بھی زکوٰۃ صرف ہوسکتی ہے۔ جیسے پل بنوانا،
مدرسے، مساجد، سرائیں اور اکرام علماء و طلبہ علوم اور حاجیوں کی
مدد اور مثل انھیں کے صرف کیا جاسکتا ہے اور قصد قربت زکوٰۃ
میں لازم ہے اور سب سے بہتر یہ ہے کہ مجتہد جامع الشرائط کی خدمت
میں مال زکوٰۃ پیش کیا جائے تاکہ اُسے ٹھکانے سے صرف کرے۔

مقصد چہارم خمس کے بیان میں

خمس فرائض و واجبات مہم سے ہے جو خدائے تعالےٰ نے محمد و آل
محمد کے واسطے مقرر کیا ہے۔ چنانچہ احادیث معتبرہ میں وارد ہوا ہے
کہ اگر ایک درہم یا اس سے کم خمس و سہم امام کسی کے ذمہ عائد ہو اور وہ
اُس کو ادا نہ کرے تو محمد و آل محمد پر ظلم کرنے والوں سے ہوگا اور ان
بزرگواروں کے حقوق کا غاصب محشور ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص جانے
کہ خمس و سہم امام اُس پر واجب ہوا ہے اور اُس مقدار خمس کو سادات
اور نائب امام علیہ السلام کو ادا نہ کرے اور اپنے اوپر اُسکو حلال کرلے
البتہ کافر ہوجاتا ہے اور جس نے مال کی زکوٰۃ و خمس و سہم امام نہیں دیا

اور اس سے لباس خرید کرے نماز اُس لباس میں باطل ہوگی۔

جاننا چاہیے کہ خمس سات چیزوں سے تعلق رکھتا ہے اول وہ مال جو کسی طرح سے بھی کفّار حربی سے ہاتھ لگے بنا بر احوط۔ دوسرے جو کچھ معادن سے حاصل ہو اگرچہ نمک و شورہ کیوں نہ ہو۔ تیسرے خزانہ اور رہا ایسا دفینہ جو زمین یا دیوار سے یا مثل ان کے کہیں اور سے دفن شدہ ملے جو بطور ذخیرہ رکھا گیا ہو۔ ان چیزوں میں سے خمس نکالنے میں یہ شرط ہے کہ صرفہ اور صاف کرنیکے مصارف کو وضع کرکے اگر سونا چاندی کے نصاب اوّل تک پہونچے تو خمس نکالنا چاہیے۔ چوتھے اُن چیزوں میں خمس دینا ہوگا جو دریا میں غوطہ لگانیسے باہر لائی جائیں مثل موتی اور مونگے کے مگر مصارف غوطہ خوری وغیرہ وضع کرلیے جائیں اور بقیہ کی مقدار ۳/۴ مثقال صیرفی طلائی تک پہونچے لیکن جو کچھ سطح آب کے اوپر سے حاصل کیا جائے وہ مکاسب میں شمار ہوگا۔ پانچویں زمین ذمّیہ جو کافر ذمی مسلمان سے خریدے اُس میں سے خمس نکالنا ہوگا۔ چھٹے منافع تجارت اور زراعت اور اُس میں سے بھی جو مؤنت سالانہ سے

بچ رہے خواہ کتنا ہی کم ہو۔ جیسے توشن⁵ کھودنا یا فروخت کرنا اور سقائی
اور زحمت شوئی اور عیال بھی واجب النفقہ ہوں ! ور کل اقسام مکاسب
خمس دینا واجب ہے اور ہدیہ اور ہبہ میں سے بھی واجب ہے اور جو کچھ از روئے
وصیت ملے۔ جاننا چاہیے کہ صدقات و ہدایا و خرچ نکاح اور ضیافت
و سفر زیارت و حج واجب و مستحب سب داخل مونت ہیں اور نیز کتابیں
برتن اور ضرورت کی ہر چیز جو بشرط میانہ روی اسکے مناسب حال ہو
اور حیثیت کے مطابق ہو اور اگر ان چیزوں میں زیادتی کریگا تو اُس
زیادہ مصرف کا خمس دینا پڑیگا۔ اور اگر اپنے اوپر تنگی کرے تب بھی
اور اگر کر سکے تو اپنے مصارف کو مکاسب کے منافع کے سوا کسی اور رقم
سے کرلے۔ مثلاً یہ کہ اوسے میراث ملجائے بلکہ احوط یہ ہوگا کہ غیر مکاسب سے
اُسے وضع کر دے اور مکاسب میں سال کی ابتدا اُس وقت سے شروع
ہوگی جب سے اُس نے کسب شروع کیا اور دوسری چیزوں میں سال کا
شروع اُس وقت سے لیا جائیگا جب سے اُس سے مستفید ہوا۔ یہاں سال
سے قمری بارہ مہینے ہیں۔ خمس کا نصاب نہیں کتنا ہی کم ہو۔ سال بھر

⁵ جھڑبیری کی طرح ہوتی ہے

کے ضروریات مہیا اور ذخیرہ کرنے کے بعد جو بڑھے اُس میں سے خمس نکالنا پڑیگا بشرطیکہ مکاسب کے نفع سے حاصل ہوا ہو اور پہلے سے اُس کا خمس ادا نہ کیا تھا۔ اگر اُس مال سے جس کا خمس ادا نہیں کیا کپڑا خرید کر پہنے وہ غصبی ہوگا اور نماز اُس لباس میں باطل ہوگی۔ ساتویں جب مال حلال حرام مال مل گیا ہو اور تمیز ممکن نہ ہو۔ نہ مقدار معلوم ہے اور اُسکے مالک کو بھی نہیں پہچانتا۔ اگر مالک کو تو جانتا ہے مگر مقدار معلوم نہیں تو یقینی مقدار اُس کو ادا کر دے کافی ہے۔ اگر قدر معلوم ہے اور مالک نہ معلوم ہے اور مایوس ہو جائے تو تصدق کر دے مگر بہتر یہ ہوگا کہ حاکم شرع کی خدمت میں پیش کر دے یا اُس سے اجازت حاصل کرلے۔

(مسئلہ ۱)

خمس کے چھ حصے ہیں تین حصے امام زماں صاحب العصر علیہ السلام روحی فداہ کے ہیں۔ اس زمانہ میں چاہیے کہ مجتہد جامع الشرائط کو دیدے اور دوسرے تین حصے یتیموں مسکینوں اور مسافروں کو جو سادات ہاشمی

ہوں اور اثنا عشری ہوں دیدے اور علی الاقوی خمس لینے والے کی عدالت لازمی شرط نہیں لیکن کھلم کھلا فاسق وبدکار نہ ہو بنا بر احوط اور کل رقم کا کسی جز کے ساتھ مصالحہ کرنا یا دست گردان کرنا ایک حیلہ بے فائدہ ہے اور ان حیلوں سے بری الذمہ نہیں ہوتا۔ بلکہ جس مقدار جزئی پر مصالحہ کیا ہے وہ بھی خمس میں شمار نہ ہوگی اور اس مقدار سے بھی بری الذمہ نہ ہوگا۔ کیونکہ بطور خمس نہیں دی ہے بلکہ مصالحہ باطل کی گویا فیس ادا کی۔ یہی زکوٰۃ کا حال ہے کہ اس میں بھی ایسے حیلے بے سود ہیں۔ اور سادات اور فقرا کے حقوق کا ضایع کرنا ہے اور اسطرح سے دینے والے کو سوائے نقصانِ مال اور خسران دنیا وآخرت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یہی حال ہے اس سہم کا جو امام علیہ السلام کا ہے اگر غیر مجتہد کو بدون اذن مجتہد دیدے ایسی صورت میں دو مرتبہ اس مقدار کو مجتہد کو ادا کرے اور خمس میں بھی سوائے اس زمین کے جو کافروں نے خریدی قصد قربت شرط ہے اور احوط یہ ہے کہ خمس زمین ذمی اور مال حلال مخلوط بحرام کے خمس کو یا مجتہد جامع الشرائط کو ادا کرے یا اُسکے اذن سے دے۔ اور اُن دو کے سوا تمام اقسام خمس میں کہ سہم سادات ہے مجتہد کی اجازت لازم نہیں۔ اور مالک کو جائز نہیں کہ خمس کو اپنے ذمہ لے اور اسمیں تصرف کرے۔ مگر مجتہد کی اجازت سے ایسا کرسکتا ہے اور مجتہد سید کی تلاش خمس سادات سے کرسکتا ہے اور دیتے وقت یہ کہنا ضروری نہیں ہے کہ یہ رقم خمس ہے۔

مناسکِ حج بیت اللہ الحرام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف رسلہ محمد و آلہ الطاہرین وخلیفتہ واخیہ امیرالمومنین ولعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین

اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا جاننا چاہیئے کہ ارکان فروع دین سے حج ایک بڑا رکن ہے اور مسلمانوں کے فرائض سے ایک بڑا فریضہ ہے جن شرطوں کے جمع ہو جانے سے کہ جن کا ذکر آیندہ ہو گا۔ اگر کسی شخص پر حج واجب ہو جاتا ہے اور وہ شخص بعد وجوب حج نہ کرے تو قرآن مجید میں اسکو کافر کے لقب سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین احادیث صحیحہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص پر حج واجب ہو گیا ہو اور بغیر عذر اسکو ترک کرے یا اتنی دیر کرے کہ مرجائے تو یہودی یا نصرانی مرے گا۔ اور قیامت کے دن

یہودی یا نصرانی ہی محشور ہوگا حاجی خدا کا مہمان ہوتا ہے۔ اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اسکے گناہ بخشے جاتے ہیں یہاں تک کہ وقوف عرفات میں وہ گناہ بھی بخش دیے جاتے ہیں جو قابل بخشش نہ ہوں حج مبرور کی جزا بہشت ہے ایسے حج کرنے والے سے محتاجی پریشانی اور بری موت اور گناہ دفع ہوجاتے ہیں۔ حج سے مال اور اولاد میں زیادتی ہوتی ہے سفر حج میں ایک درہم خرچ کرنے کا بدلہ "دس لاکھ درہم آخرت میں دیا جائیگا۔ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ ایک شخص سے حج واجب فوت ہوگیا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ کوئی ایسا عمل تبلائیے کہ اگر اُسے بجالاؤں تو اسکا اجر حج کے برابر ہوجائے۔ آپنے فرمایا کہ اگر کوہ ابو قبیس کے برابر جو مکہ میں سب سے بڑا پہاڑ ہے تیرے پاس سونا ہوا ور سب کو تو راہ خدا میں صرف کرے تب بھی اسکا اجر حاجی کے اجر کے برابر نہ ہوگا جو مالدار آدمی حج واجب ادا کر چکا ہے اسکے لئے مستحب ہے کہ ایک سال بیچ دے کے یا ہر تیسرے چوتھے یا پانچویں سال حج مستحب بجا لاتا رہے

اور حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب سال سفر حج کو تشریف نہ لے جا سکتے اپنی جانب سے ایک نائب حج کے لئے بھیج دیتے تھے اور اپنی اولاد اور اتباع کو تحریص فرماتے تھے کہ ہر سال عرفات میں اپنے لئے ایک نائب مقرر کریں جو انکے، انکی اولاد اور انکے اہل وعیال کیلئے دعا کرے اور فرمایا کہ جو شخص چار سال تک چار نائب اپنی طرف سے اپنے مال سے حج کے لئے مکہ کو بھیجے اسکو قبر میں فشار نہ ہوگا۔ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ اسحاق ابن عمار نے امام زین العابدین علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے دل میں ٹھان لی ہے یا تو خود ہر سال حج کرونگا اگر کسی وجہ سے نہ کرسکونگا تو اپنی جانب سے ایک نائب بھیجونگا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے مال اور اولاد کی زیادتی کا یقین کر لے اور تجھے خوشخبری سناتا ہوں تیرے مال ورا ولاد کے فراوانی کی۔ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ مکہ معظمہ کو حاجیوں سے خالی اور معطل رکھنا جائز نہیں و مسلمان والیان ملک پر واجب ہے کہ جس سال مسلمان حج کو نہ جائیں ان کو حج اور زیارت قبر رسولؐ و زیارت قبر صدیقہ زہراؑ اور ان ائمہ کے قبور کی زیارت

کو جو جنت البقیع میں مدفون ہیں زبردستی بھیجے جا جیوں اور زواروں سے خالی نہ رہیں۔ اور اگر مسلمان مالی حیثیت سے مقدور نہ رکھتے ہوں تو والی پر واجب ہے کہ بیت المال سے اور ان رقوم سے جو دوسرے مصارف شرعیہ کے واسطے موجود ہوں زاد سفر دیکر روانہ کریں۔

فصل اول

اقسام حج کے بیان میں اور ان شرائط اور اسباب کے بیان میں جن سے حج واجب ہوتا ہے:۔

(مسئلہ ۱)

حج تین طرح کا ہوتا ہے **اول** واجب بالاصل یعنی از روئے اصل واجب ہوا۔ **دوسرے** واجب بالعرض اور یہ حج بسبب نذر یا قسم یا حج کے واسطے کسی دوسرے کے اجیر ہونے سے یا بسبب حج کے فاسد ہو جانے کے واجب ہوتا ہے۔ **تیسرے** حج مندوب (یعنی مستحب) جیسے حج کی تین قسمیں واجب بالاصل۔ واجب بالعرض۔ حج مندوب بیان ہو چکیں ایسی ہی تین قسمیں عمرہ کی بھی ہیں۔

(مسئلہ ۲)

حجۃ الاسلام اصل شریعت کی رو سے تمام عمر میں حج ایک مرتبہ ہر مکلف پر واجب ہے مرد ہو یا عورت یا خنثیٰ۔ بشرطیکہ ذیل کی چار شرطیں اسمیں موجود ہوں۔ اوّل بلوغ۔ دوسرے عقل۔ تیسرے آزادی چوتھے شرعی مقدور مال کی حیثیت سے۔ بدن کی حیثیت سے۔ راہ کی حیثیت سے اور وقت کی حیثیت سے۔ مکلف کے صاحب مقدور رہنیکے یہ معنی ہونگے کہ زاد و راحلہ (یعنی سفر خرچ) اور سواری اور کل ضروریات سفر اپنی شان اور حال کے لائق آنے جانے کیلیے رکھتا ہو۔ الّا اس مؤنتہ اور اُن چیزوں کے جنکی حاجت وہ اپنے اور عیال کیلیئے رکھتا ہو اسکے لئے اسکی شان کے لائق ضروری ہوں جیسے کہ رہنے کا گھر، سامان خانہ داری علمی کتابیں نوکر چاکر وغیرہ اسکے واسطے مہیّا رہیں اور اسکی ملکیت میں رہیں کہ حج سے لوٹنے کے بعد اُسکی زندگی بسر کرنیکو کفایت کریں جیسے منافع کسی ملکیت کا یا تجارت کا یا صنعت کا یا زراعت کا اور حج کا راستہ محفوظ اور بے روک ٹوک ہو اور خود بھی تندرست ہو پس اگر مالی مقدرت رکھنے والا مریض ہو تو اُس کو اُس وقت تک کسی کو نائب حج مقرر کرنا واجب نہیں ہے جب تک کہ اپنی تندرستی

سے مایوس نہ ہو جائے۔

(مسئلہ ۳)

جب یہ تمام شرطیں کسی شخص کے لیے جمع ہو جائیں اگر اُسی سال حج کرنے کیلیے وقت کافی ہو تو حج فوراً واجب ہوتا ہے اگر دیر کر لیگا گناہگار ہوگا۔ اور اگر کسی شخص پر حج واجب ہو چکا ہے اور اُس نے اتنی دیر کی کہ مر گیا تو اُسکے اصل ترکہ سے ایک اجیر نائب مقرر کرنا چاہیے اگرچہ تمام ترکہ اُس کا اُتنا ہی ہو جتنی کہ نائب حج کی اُجرت ہوتی ہے اور وارثوں کے واسطے کچھ بھی نہ بچے۔ اور اگر ممکن ہو تو اُسکے مرنے کے بعد پہلا ہی حج میت کے لیے نائب اجیر کے ذریعے سے عمل میں لاویں۔ نیابت حج کے لیے علی الاقوی میقات کافی ہے

(مسئلہ ۴)

اگر کوئی شخص مقروض ہے اور اُسکے پاس صرف اتنا مال ہے کہ حج کر سکے اور اگر اس قرض کو ادا کرے تو حج نہ کر سکے گا تو اس صورت میں نہ مقدور رکھنے والے کے برابر ہوگا علی الاقوی۔ ہاں اگر قرض خواہ راضی ہو جاے کہ دیر کر کے اپنا روپیہ وصول کرے اور مقروض کو بھی اطمینان ہو کہ کسی اور ذریعے سے اس قرض کو ادا کر سکے گا اس صورت میں واجب ہو جاے گا علی الاقوی

خواہ قرض ایسے مال کے حاصل ہونے سے پہلے تھا جسکے حصول کے بعد حج واجب ہوا ہوا۔ یا ایسے مال کے حاصل ہونے کے بعد کسی تجارت میں خسارہ ہونے یا اور غیر اختیاری اسباب سے مقروض ہوگیا مثلاً کسی کی ضمانت کر لی تھی یا مال تلف ہوگیا تو ایسے دونوں قرض میں کوئی فرق نہیں۔

(مسئلہ ۵)

اگر صاحب مقدور نے سفر حج کیا احرام باندھتے اور حد حرم میں داخل ہونیکے بعد مر گیا تو اُس کا حج ہو چکا۔ قضا اور نائب مقرر کرنیکی ضرورت نہیں۔ اور اگر احرام سے پہلے یا احرام کے بعد اور حد حرم میں داخل ہونے سے پہلے مر گیا تو قضا اور نائب مقرر کرنا علی الاقوی لازم ہے۔ مکّہ سے ہر چہار طرف ۴۸ ۴۸ میل تک حرم کی حدیں ہیں۔

(مسئلہ ۶)

ہر نائب حج میں یہ سات شرطیں لازم ہیں۔ اوّل مومن اثنا عشری ہونا۔ دوسرے بلوغ۔ تیسرے عقل۔ چوتھے اُس سال اُسکے ذمہ کوئی نیابت حج واجب نہ ہو۔ پانچویں اعمال حج بجا لانے پر قادر ہو۔ چھٹے عادل ہو ساتویں اس بات کا اطمینان ہو کہ افعال اور اقوال حج کو صحیح ادا کر سکے

اور احکام اور افعال حج کی معرفت رکھتا ہو۔

(مسئلہ ۷)

مرد کی نیابت حج کے واسطے عورت کو اور عورت کی نیابت حج کیواسطے مرد کو نائب مقرر کرنا جائز ہے یہ کچھ ضرورت نہیں ہے کہ عورت کی نائب عورت ہو اور مرد کا نائب مرد ہو۔ اگر کسی شخص میں وہ ساتوں صفتیں جو بیان کی ہیں پائی جائیں تو اُس کو نائب مقرر کرنا جائز ہے۔ اگرچہ ایک حج بھی اُس نے نہ کیا ہو اور پہلا ہی سفر ہو۔

(مسئلہ ۸)

صاحب مقدور جس پر حج واجب ہو چکا ہو اسکے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ حج مستحب بجالائے یا کسی دوسرے کا نائب حج ہوے۔

(مسئلہ ۹)

جس عورت پر حج واجب ہو چکا ہے شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں اور نہ اس بات کی ضرورت ہے کہ محرم ہی کے ساتھ حج کرنے جائے۔ پس اگر کسی عورت پر حج واجب ہو چکا ہے حج کو بجالائے خواہ شوہر اجازت دے یا نہ دے محرم ساتھ ہو یا نہ ہو لیکن مستحب حج کے لیے شوہر کی اجازت شرط ہے

اور بغیر اُس کی اجازت کے حج باطل ہے۔

(مسئلہ ۱۰)

چونکہ نوکری فرنگیوں کی اس قسم کی کہ جس سے اُن کی ایسی اطاعت لازم ہوجائے کہ جس سے اُن کی شوکت کو قوت پہونچے حرام ہے اور جو روپیہ اس طرح کی نوکری سے حاصل ہو وہ بھی حرام ہے۔ اُس سے حج اور زیارت نہیں ہوسکتی۔ مگر یہ کہ کافر حربی ہو جائز ہے کہ اس کے مال کو اپنی ملکیت قرار دے ایسی صورت میں اُسکو حج اور دوسرے اعمال خیر میں صرف کرسکتا ہے بشرطیکہ مثل دیگر مال غنیمت کے جو کافر حربی سے حاصل ہوتا ہے خمس اُس میں سے نکال دے اور ایک سال کی مدت گزرنے کا انتظار بھی نہ کرے اور یہ کہ کافر حربی کسے کہتے ہیں کتاب جہاد میں ذکر کیا جائیگا لیکن اگر کوئی فرنگی کے ایسے خدمات انجام دینے کے لیے اجیر ہو کہ جس سے انکی شوکت کو قوت نہ پہونچے تو ایسا اجیر ہونا جائز ہوگا۔ ایسی صورت میں احتیاج قصد ملکیت کی نہیں ہے اور اُس کا خمس منافع مکاسب کا خمس ہوگا نہ کہ مال غنیمت کا۔

فصل دوم

جاننا چاہیے کہ حجۃ الاسلام تین قسم کا ہے۔ اوّل حج تمتع۔ دوسرے

حج قران۔ تیسرے حج افراد۔ آخر کے دونوں حج یعنی قران وحج افراد صرف اُن لوگوں کے واسطے ہیں جنکے گھر مکہ معظمہ یا حدود حرم کے اندر ہوں یعنی مکہ معظمہ کے چاروں طرف ۴۸ میل سے کم کے اندر واقع ہوں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر مکہ سے سیدھا اُن کے گھر کی طرف کو جائے خواہ کوئی بھی طرف ہو تو ۴۸ میل کی مسافت طے کرنے سے قبل وہاں تک پہونچ جائے اور جن لوگوں کے گھر مکہ معظمہ سے ۴۸ میل یا اُس سے زیادہ فاصلہ پر ہوں اُن پر واجب ہے کہ حج تمتع بجالائیں اور چونکہ اس رسالہ کے لکھنے کی اصلی غرض انھیں لوگوں سے متعلق ہے جن پر حج تمتع واجب ہے لہذا صرف اسی کے مسائل بیان کرنے پر اکتفا کی جاتی ہے

جاننا چاہیے کہ حج تمتع دو عبادتوں سے ملکر ہوتا ہے۔ ایک کو عمرۂ تمتع کہتے ہیں دوسرے کو حج تمتع۔ عمرۂ تمتع حج تمتع پر مقدم ہے اور جس طرح مکلف کو نماز شروع کرنے سے پہلے اجزائے نماز کو جاننا ضروری ہے اسیطرح چاہیے کہ عمرۂ تمتع اور حج تمتع کے اجزا کو مجمل طور پر حج یا عمرہ شروع کرنے سے پہلے جان لے۔

افعال عمرۂ تمتع پانچ ہیں۔ اوّل احرام جسکی تفصیل ذکر کی جائے گی دوسرے طواف یعنی مکہ میں داخل ہونیکے بعد طواف عمرہ اس طرح بجالائے

کہ سات مرتبہ خانہ کعبہ کے گرد گھومے۔ ایسے سات چکروں کے ہر چکر کا نام شوط ہے۔ تیسرے طواف کے تمام کرنیکے بعد مقام ابراہیم علیہ السلام میں دو رکعت نماز طواف بجالائے۔ چوتھے سعی یعنی دوڑنا درمیان صفا اور مروہ کے سات مرتبہ صفا سے مروہ تک ایک بار سمجھا جائے گا اور مروہ سے صفا تک لوٹ کر آنا دوبارہ محسوب ہوگا۔ پانچویں تقصیر یعنی کچھ ناخن یا بال کاٹے جائیں اور جب فارغ ہوجائے گا تو جو چیزیں بسبب احرام کے اُس پر حرام ہوگئی تھیں حلال ہوجائیں گی۔ اور عمرۂ تمتع تمام ہوجائے گا۔ اسکے بعد جب نویں تاریخ ماہ ذی الحجہ کی قریب پہونچے تو حج تمتع کے اعمال بجالانا شروع کرے وہ چند عمل ہیں۔ اوّل احرام ہے یعنی حج تمتع کے واسطے مکّہ سے احرام باندھے جس کا مفصل ذکر آگے آئیگا احرام باندھنے کے بعد عرفہ سے ایک دن پہلے چلے۔ عرفہ کے دن یعنی نویں تاریخ ذی الحجہ کی مقام عرفات میں پہونچے جو مکہ سے چار فرسخ ہے۔ اور اُس تاریخ ظہر سے مغرب تک عرفات میں رہے (اسی کو وقوف در عرفات کہتے ہیں) اور بعد مغرب روز عرفہ یعنی دسویں ذی الحجہ کی شب کو عرفات سے کوچ کرکے مشعر الحرام میں آئے یہ مقام مکّہ معظمہ سے تقریباً دو فرسخ ہے اور وہاں دسویں ذی الحجہ کے دن

طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک رہے یہ عید قرباں کا دن ہوگا (اور اسی کو وقوف در مشعر الحرام کہتے ہیں) اسی عید قرباں کے دن اور طلوع آفتاب کے بعد مشعر الحرام سے کوچ کرے اور مقام منیٰ میں پہونچے یہ مکہ معظمہ سے قریب ہی ہے۔ منیٰ میں پہونچ کر تین اعمال بجالائے۔ (۱) رمی جمرہ یعنی جمرۂ عقبہ پر سنگریزے مارنا۔ یوں تو منیٰ میں تین جمرے ہیں لیکن جو جمرہ مکہ معظمہ سے قریب تر ہے اوسی کو جمرۂ عقبہ کہتے ہیں۔ (۲) ذبح یا نحر ہدی یعنی حج کی قربانی کرنا۔ (۳) بال یا ناخن کم کرنا۔ ان تین اعمال کے بجالانے کے بعد منیٰ سے مکہ معظمہ کو لوٹ آئے اور طواف بجالاے بالکل اسی طرح سے جیسا کہ عمرہ میں بیان ہوچکا۔ طواف کے بعد دو رکعت نماز طواف مقام ابراہیم علیہ السّلام میں بجالائے بعد اسکے صفا مروہ کے درمیان سعی کرے جیسا کہ ذکر ہوچکا ہے۔ پھر طواف نسا بجالائے۔ جب دسویں تاریخ روز عید قرباں یہ اعمال بجالا چکے مکہ سے منی کو لوٹ آے تاکہ گیارھویں اور بارھویں تاریخ کی رات وہاں بسر کرے اور ان دونوں تاریخوں کے دن بھی وہیں گزارے اور رمی جمرات ثلث یعنی تینوں جمروں پر سنگریزے مارنے کا عمل پورا کرے۔ جب منیٰ میں ان تینوں اعمال سے فارغ ہوچکے تو تمام اعمال

حجۃ الاسلام جو اُسکے ذمے تھے بجالاچکا جو مجموعۃً پندرہ ہیں۔

(مسئلہ ۱۱)

اگر کوئی شخص جس پر حج واجب ہوچکا ہے ابتداءً احرام میں ان اعمال سے جاہل ہو لیکن ارادہ یہ کرے کہ جو حج واجب اُسکے ذمے ہے اُسے ادا کرے تو عمل میں مشغول ہونے کے بعد جو رسالہ مناسک حج کے بیان میں اُسکے پاس ہے یا کسی مجتہد کا قول اور فعل اُسے مہیّا ہے اگر اس کے مطابق عمل کرے گا تو علی الاقوی اُس کا عمل صحیح ہے

اس صورتِ اجمالی سے معلوم ہوا کہ (حجۃ الاسلام تمتع مرکب ہے عمرہ اور حج تمتع سے۔ افعال جو عمرہ میں بجالائے جاتے ہیں اولِ افعال حج تمتع ہیں اور یہ افعال عمرہ عدداً پانچ ہیں اور واجبات حج پندرہ ہیں جن کا ذکر ہوچکا۔ یہ سب ملا کر بیس ہوئے۔

واجبات افعال عمرہ اور واجبات افعال حج تفصیلی طور پر دو مقصد میں بیان کیئے جاتے ہیں

مقصد اوّل۔ بیان میں افعال واجبات عمرہ کے تفصیلاً

مقصد دوّم۔ بیان میں افعال و واجبات حج کے تفصیلاً

مقصد اوّل عمرہ تمتع کے افعال و واجبات کے بیان میں تفصیلاً

فصل اول احرام عمرہ تمتع کے بیان میں کہ واجبات سے ہے

جاننا چاہیئے کہ احرام صحیح نہیں ہوتا مگر یہ کہ "میقات" یعنی اس مقام میں باندھا جاوے جو شریعت نے مقرر کیا ہے مکہ کو جانے والے اور عبور کرنے والے مکلف لوگوں کے لئے جو ہر طرف سے آتے ہیں میقات مختلف ہیں۔ پس جو لوگ مدینہ کی طرف سے مکہ آتے ہیں ان کا میقات مسجد شجرہ ہے جس کو "ذوالحلیفہ" کہتے ہیں اور ضرورت کے وقت اسی شخص کے لئے جو مدینہ کی راہ سے مکہ جاتا ہے اتنی تاخیر جائز ہے کہ اپنا احرام جحفہ میں باندھے۔ اصل میں یہ مقام اہل شام نے اپنے میقات کیلیے اختیار کیا ہے جو لوگ شام سے مکہ جاویں جحفہ میں احرام باندھیں (جحفہ میں پہلا حرف جیم مضموم اور دوسرا حائے حطی مہملہ ہے) جو لوگ راہ عراق اور نجد سے مکہ جاتے ہیں ان کا میقات وادی عقیق ہے اس کے اول حصہ کو مسلخ کہتے ہیں اور درمیانی کو غمرہ اور آخر والے کو ذات عرق کہتے ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ احرام باندھنے میں ذات عرق تک دیر نہ کریں۔ اور جو لوگ طائف سے مکہ کو جاتے ہیں

ان کی میقات (قرن المنازل ہے) اور یمن سے جانے والونکی میقات
یلملم ہے جو ایک پہاڑ کا نام ہے

(مسئلہ ۱۲)

لازم ہے کہ میقات کی معرفت یقینی طور پر حاصل کرے اور اگر علم ممکن
نہ ہو تو باخبر لوگوں سے پوچھ کر میقات اور دوسری میقاتوں کا گمان
حاصل کرے اور جن لوگوں کے گھر ان میقاتوں سے مکہ سے نزدیک تر ہیں
یعنی گھر سے مکہ تک اتنا زیادہ فاصلہ نہیں ہے جتنا کہ مکہ سے اس طرف
کی میقات کا فاصلہ ہے ایسی صورت میں اسکا گھر ہی میقات ہے یعنی
اپنے گھر ہی میں احرام باندھے

(مسئلہ ۱۳)

اگر کوئی شخص کسی ایسی راہ سے مکہ معظمہ کو جا رہا ہے کہ ان پانچوں
میقات مذکورہ سے کسی ایک میقات سے بھی نہ گزریگا تو اسکے حق میں یہ
احوط ہے کہ اس راہ سے گزرتے وقت جس سے وہ میقات قریب تر ہو
اُسکے محاذ میں احرام باندھے چاہے مکہ معظمہ سے اس میقات
کا فاصلہ بہ نسبت دوسری میقات کے دور تر ہو۔ پھر اُسکے بعد جب اس

میقات کے محاذ میں پہونچے جو مکۂ معظمہ سے اسکی پہلی میقات سے جہاں
احرام باندھا تھا قریب تر ہو تجدید احرام کرے۔ اور اگر محاذاۃ کا علم
ممکن نہ ہو تو باخبر لوگوں کے کہنے سے محاذاۃ کا گمان حاصل کرے
علی الاقوے اگرچہ احتیاط اس شخص کے واسطے اس میں ہوگی کہ کسی کسی
میقات سے ضرور گزرے اور اس میقات کا احرام باندھے۔

(مسئلہ ۱۴)

احرام میں حدث اصغر اور حدث اکبر سے محرم کا طاہر ہونا شرط نہیں ہے جنب اور حائض
اور نفساء کا احرام باندھنا بھی جائز ہے بلکہ حائض اور نفساء کیلئے احرام کا غسل مستحب ہے

(مسئلہ ۱۵)

خشکی اور تری کے راستوں میں محاذات جب تسلیم کیجائیگی کہ مکہ کا جانے والا
ایسے نقطہ پر پہونچے کہ وہاں سے چھوٹا سیدھا خط میقات تک کھینچ سکے۔

(مسئلہ ۱۶)

واجبات احرام تین ہیں اول نیت یعنی قصد کرے کہ عمرہ تمتع
حجۃ الاسلام کا احرام باندھتا ہوں اطاعت فرمان خداوندی کے لئے
اور معنی احرام باندھنے کے یہ ہیں کہ قرار دے لے اپنے اوپر ترک کرنا
چند چیزوں کا (کہ جنکا ذکر کیا جائے گا) اس خیال سے کہ افعال معہود
مقررہ شریعت بجا لانے کے لئے عازم مکہ ہے اور تعین کرلے کہ

اپنا حج ادا کر رہا ہے یا کسی کی نیابت بلکہ ادا و قضا و واجب و مستحب کا بھی تعین کر لے قربۃً الی اللہ۔

دوسرے تلبیہ یعنی کہنا چار لبیک کا اس طرح سے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اور صحیح پڑھنا ان فقرات کا اسی طرح واجب ہے جیسے صحیح کہنا تکبیرۃ الاحرام اور صحیح ادا کرنا سورۂ حمد کا اور دوسرے سورہ کا نماز واجب میں۔ اور ان کا سیکھنا اور یاد کر لینا بھی واجب ہے اور اگر سیکھ نہیں سکا یا یاد نہیں ہے تو کوئی اُن کو پڑھتا جائے اور خود بھی کہتا جائے اور اُس کا ترجمہ بھی زبان سے ادا کرے اور کسی دوسرے کو کہنے میں نائب بھی مقرر کرے۔

تیسرے نیت اور تلبیہ سے پہلے واجب ہے کہ سِلے ہوئے کپڑے اُتار ڈالے اور مرد احرام کے صرف دو کپڑے پہنے۔ کہ ایک اُن میں سے ناف سے زانو تک چھپائے اس کو ازار کہتے ہیں اور دوسرے کو اپنے کندھے پر مثل چادر کے ڈالے جو شانوں کو چھپا لے اور ایک طرف دوسری طرف ملائے نہیں اور اس کو ردا کہتے ہیں

اور دونوں کپڑے بے سلے ہوں اُن میں نماز جائز اور صحیح ہوگی۔ ریشمی کپڑا یا ایسا لباس جو غیر ماکول اللحم یا مردار سے بنا ہو یا سلے ہوئے سے مشابہ ہو یا کسی ایسی نجاست سے جو معفو نہیں ہے نجس شدہ ہو یا غصبی ہو۔ یا اپنی نازکی سے بشرہ جسم کو نمایاں کرتا ہو یعنی ساتر نہ ہو احرام کیلیے کفایت نہیں کرتا۔ اور چرمی اور مالیدہ مثل نمدے کے بھی نہ ہو اگرچہ علی الاقوی جائز ہے۔ عورتوں کا احرام مثل مردوں کے ہے مگر عورتوں کو سلا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے مگر حالت احرام میں ریشمی لباس انکو بھی ترک کرنا احوط ہے۔

(مسئلہ ۱)

چونکہ احرام کا یہ مطلب ہے کہ چند چیزوں کے ترک کو اپنے نفس پر قرار دے لیں اسلیے ضرور ہوا کہ اُن کو جاننے بھی بلکہ نیت احرام سے قبل جاننا لازم ہوگا جب لبیک کہنا چاہیے۔ احرام باندھنے کی نیت اس طرح کرے کہ اپنے نفس کو ان ۲۴ چیزوں سے باز رکھوں گا وہ ۲۴ چیزیں ذیل میں درج ہیں۔

(۱) محرم کو چاہیے شکار صحرائی وحشی جانوروں کا ترک کرے۔ مگر

اُس صورت میں کہ اُن سے اذیّت کا خوف رکھتا ہو۔ شکار کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور اُس کا رکھ چھوڑنا بھی اگرچہ احرام سے قبل اُس کا مالک ہو چکا ہو۔ شکار کنندہ کی کوئی اعانت نہ کرے دریائی جانور کے شکار میں کچھ حرج نہیں۔ دریائی جانور سے وہ جانور مراد ہیں جو پانی ہی میں انڈے بچے دیتے ہیں۔ اسی طرح سے حیوانات اہلی جیسے مرغ خانگی، گاؤ، گوسفند، شتر اہلی وغیرہ۔ اور جس جانور کا شکار حرام ہے اُسکے انڈے بچے بھی حرام ہیں اور محرم کا ذبح کیا ہوا مردار ہے۔ ٹڈی جانوارانِ صحرائی میں شامل ہے۔

(۲) کسی عورت سے جماع کرنا یا بوسہ لینا یا خوش طبعی کرنا یا نگاہ شہوت سے دیکھنا بلکہ مطلق حصول لذت بھی حرام ہے یا کسی عورت سے خوش فعلی کرنا اگرچہ اپنی ہی بی بی کیوں نہ ہو حرام ہے۔ سعی سے پہلے جماع کرنا عمرہ کو فاسد کرتا ہے اور اُس کا کفارہ ایک اونٹ ہے اور اگر وقوف مشعرالحرام سے قبل جماع کرے حج کو باطل کرتا ہے لیکن عمرہ میں سعی کے بعد اور حج میں وقوف مشعر کے بعد جماع کرنا بس ایک ہی تنہا کفارہ کا موجب ہے اور حج میں وقوف کے بعد وہی ایک تنہا کفارہ لازم ہوتا ہے۔

(۳) کسی عورت سے اپنا عقد کرنا یا اپنے سے غیر کا خواہ وہ غیر محرم ہو یا حالت احرام میں ہو۔ اسی طرح عقد کا شاہد ہونا یا کوئی سی گواہی دینا اگرچہ احرام سے پہلے گواہ مقرر ہو چکا ہو اس کا کفارہ ایک گوسفند ہے اور احوط یہ ہے کہ ترک خطبہ بھی کرے لیکن اس عورت کی طرف رجوع کرنا یعنی زوجیت میں لینا جس کو طلاق رجعی دے چکا ہو کچھ ہرج نہیں۔

(۴) اپنے ہاتھ سے یا کسی اور ذریعے سے اپنی منی کا خارج کرنا خواہ تصور سے یا اپنی بیوی کے ساتھ خوش فعلیوں سے یا بیوی کے سوا کوئی اور ہو۔ جسکے ذریعے سے منی خارج کرے۔

(۵) عطر کا اور دوسری خوشبوؤں کا استعمال مثل مشک و زعفران و عود و عنبر وغیرہ کے سونگھنا یا بدن پر ملنا یا کھانا یا ایسے لباس کا پہننا جس میں خوشبو اثر کر گئی تھی اس کا کفارہ ایک گوسفند ہے۔

(۶) سلے ہوئے یا سلے ہوئے سے مشابہ کپڑے کا پہننا، جیسے کہ نمدہ کا لحاف کلیجہ۔ ٹوپی۔ یہاں تک کہ ہمیانی مردوں کیلئے خاصکر حرام ہیں مگر عورتوں کو جائز ہے لیکن قفازین کہ قدیمی مخصوص لباس عرب عورتوں کا ہے (سوتی دستانہ) جو ہاتھوں کی حفاظت کے واسطے سیتی ہیں ان کا کفارہ ایک گوسفند ہے

(۷) سیاہ سُرمہ لگانا کہ جس سے زینت ہو یا جس میں خوشبو ہو۔

(۸) آئینہ دیکھنا۔

(۹) موزہ اور جوتہ اور جراب اور ہر وہ چیز جو پشت پا کو ڈھک لے

(۱۰) فسوق یعنی جھوٹ بولنا گالی دینا اور تفاخر کرنا اور اظہارِ فضیلت کرنا۔

(۱۱) جدال یعنی لا واللہ یا بلیٰ واللہ کہنا۔

(۱۲) مارنا جانورونکا جو بدن میں رہتے ہیں جیسے جوئیں ان کو بدن اور کپڑوں سے نکال کے ایسی جگہ ڈال دینا جہاں وہ غیر محفوظ رہیں

(۱۳) زینت کی نظر سے انگوٹھی پہننا۔

(۱۴) عورتوں کو زیور پہننا۔ زیور کی نظر سے۔ مگر نتھنی یا ناک کی کیل جو عادۃً پہنے رہتی ہیں کچھ حرج نہیں مگر اس شرط سے کہ غیر یا شوہر نہ دیکھے۔

(۱۵) بدن پر تیل ملنا اگرچہ خوشبودار نہ بھی ہو۔

(۱۶) اپنے یا غیر کے بدن سے خواہ وہ غیر محرم ہو یا محرم بال جُدا کرنا اگرچہ ایک بال ہو مگر ضرورت کے وقت جائز ہے اُس کا کفارہ یا تو

ایک گوسفند دے یا تین روزے رکھے یا بقدار دس مد کے مساکین کو کھانا صدقہ دے۔

(۱۷) مرد کو اپنا سر چھپانا حرام ہے یہانتک کہ متّی اور مہندی سے اس کا کفارہ ایک گوسفند ہے نہ سر پر کوئی چیز لے سکتا ہے یہاں تک کہ پانی میں غوطہ بھی نہیں مار سکتا لیکن مرد کو مُنہ چھپانا جائز ہے۔

(۱۸) عورت کو اپنا منہ نقاب وغیرہ سے چھپانا حرام ہے لیکن نماز کے واسطے چہرے کے اطراف سر سے پیشانی کا کچھ حصّہ سر کا پردہ مکمل کرنے کے لیے اگر چھپ جائے کچھ حرج نہیں مگر نماز کے بعد فوراً ہی کھول ڈالے۔ اور جائز ہے نامحرم سے منہ چھپانے کے لیے ناک کے محاذات تک گھونگھٹ کھینچ لے بلکہ ٹھوڑی تک کھینچ سکتی ہے بشرطیکہ کپڑا مُنہ سے نہ چھو جائے بلکہ لکڑی یا ہاتھ سے جُدا رکھے اس کا کفارہ ایک گوسفند ہے۔

(۱۹) مرد کو منزلیں طے کرنے میں سر پر سایہ کرنا حرام ہے مثل ہودج اور چھتری وغیرہ کے خواہ سوار ہو یا پیدل لیکن منزل پر پہونچ کر سایہ کر سکتا ہے اگرچہ اپنے کاموں کے لیے چلتا پھرتا رہے ہاں

شدت سرما اور گرما اور بارش سے بچاؤ کیلیے سر کو چھپا سکتا ہے۔

(۲۰) اپنے یا غیر کے بدن سے خون نکالنا کھجانے یا مسواک کرنے سے بھی مگر ضرورت کے وقت جائز ہے۔ اس کا کفارہ ایک گوسفند ہے۔

(۲۱) ناخن کاٹنا خواہ ذرا ہی سا ہو۔ لیکن اگر نہ کاٹنے سے اذیت ہے تو کاٹ سکتا ہے مگر ایک مد کھانا کفارہ دے۔ اور اگر سب ناخن ایک ہی جگہ بیٹھ کر کاٹ ڈالے تو ایک گوسفند کفارہ دے۔

(۲۲) دانت کا اُکھاڑنا چاہے خون نکلے یا نہ نکلے۔

(۲۳) حدود حرم میں کی گھاس یا درخت اُکھاڑنا جو اس کی ملک نہ ہوں مگر میووں کے درخت اور خرموں کے درخت اور اذخر۔

(۲۴) ہتیار اُٹھانا مثلاً تلوار، نیزہ و دیگر آلات حرب وغیرہ مگر بوقت ضرورت جائز ہے۔

فصل۔ طواف کے بیان میں

عمرۂ تمتع میں طواف ایک بار واجب ہے اور حج تمتع میں دوبارہ واجب ہے۔ عمرہ تمتع میں مکلف پر مکہ میں داخل ہونے کے بعد واجب ہے کہ طواف خانہ کعبہ سے شروع کرے۔ طواف ارکان عمرہ میں سے ہے۔ جو شخص عمداً اسکو ترک کرے اور وقوف عرفات سے پہلے اس کو بجا نہ لاسکے اس کا عمرہ باطل ہے خواہ اس مسئلہ کو جانتا تھا یا جاہل مسئلہ تھا اور اگر سہواً ترک ہوگیا ہے تو جس وقت ہوسکے طواف کا بجالانا لازم ہے اور اگر سعی کر چکا تھا تو سعی کو بھی پھر سے بجالائے اور جس مریض کو کندھے پر اٹھا کر طواف کرانا ممکن ہے طواف کرائیں اور اگر یہ ناممکن ہے تو اسکے واسطے نائب مقرر کریں

(مسئلہ ۱۸)

واجبات طواف بارہ چیزیں ہیں پانچ اسمیں سے شرط خارج اور سات واجب داخل۔ شرط اول حدث اکبر اور حدث اصغر سے پاک ہونا جسکی تفصیل شروط نماز میں ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اگر آدھے سے زیادہ طواف کرکے محدث ہوا تو طواف کو قطع کرے اور طہارت کرے اور جہاں سے طواف چھوڑا ہے بقیہ کو ختم کرے۔

اور اگر پانی اور تیمم کرنیکی بھی کوئی چیز موجود نہ ہو تو ایسے آدمی کے لئے یہ سمجھا جائیگا کہ اسکے لئے طواف ممکن ہی نہیں اور جب وہ مایوس ہو جائے کہ طاہر نہ ہونے سے طواف کر ہی نہیں سکتا تو نائب مقرر کرے اور احوط یہ ہوگا کہ خود بھی طواف کرے جسطرح کہ وہ جنب جو تیمم سے طواف کرتا ہے اور نائب بھی مقرر کرے۔

شرط دوم، بدن اور کپڑوںکا نجاست سے پاک ہونا خواہ اتنی ہی نجاست ہو جو نماز میں بھی معاف ہے جیسے خون جو درہم بغلی سے کم ہے اور خون دل اور زخم وغیرہ کا علی الاحوط۔ اور اگر طواف کر لیا اور اس کے بعد نجاست کا علم ہوا تو طواف صحیح ہے علی الاقوی اور اگر بھولے سے ایسا ہوا ہے تو احوط یہ ہے کہ پھر سے طواف کرے۔

شرط سوم۔ مردوںکا ختنہ شدہ ہونا اور ختنہ کے بغیر طواف باطل ہے اور یہ شرط عورتوں کے بارہ میں نہیں ہے۔

شرط چہارم۔ ستر عورتین ہے۔ اُن تمام شرطوں کے ساتھ جو نماز گذار کے لئے ہیں۔

شرط پنجم۔ نیت ہے۔ نیت اسطرح سے کرے کہ سات دور طواف

خانہ کعبہ کے کرتا ہوں، طواف عمرۂ تمتع جو حجۃ الاسلام کے لئے فرض ہے حکم خدا کی فرمانبرداری میں (حقیقت طواف میں) جو واجبات داخل ہیں وہ سات ہیں، اول شروع کرے حجر اسود سے اس طرح سے کہ تمام بدن اسکا تمام حجر اسود کے سامنے سے گذرے۔ اور اس غرض کے پورا ہونے کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ طواف کرنیوالا حجر اسود سے ذرا پیچھے کھڑا ہو اور نیت کرکے طواف کو شروع کردے اور اسی نیت پہ باقی رہے۔ یہانتک کہ حجر اسود کے سامنے پہونچے اور اسی طرح ساتوں چکر لگائے مگر ساتویں چکر پہ ذرا سا حجر اسود سے آگے بڑھ جائے تاکہ اس بات کا یقین ہوجائے کہ کل بدن کے اجزا حجر اسود کے کل اجزا کے سامنے سے سات مرتبہ گذر چکے دوسرے ختم کرنا ہر چکر کا حجر اسود پر جیسا کہ پہلے مذکور ہوچکا ہے۔ تیسرے۔ حالت طواف میں خانہ کعبہ کو بائیں ہاتھ پر رکھے لیکن اگر طواف کے کسی حصہ میں ارکان کے بوسہ دینے کو خانہ کعبہ کی طرف منہ ہوجائے یا ہجوم کی ریل پیل سے خانہ کعبہ کی طرف منہ یا پیٹھ ہوجائے وہ طواف میں محسوب نہ ہوگا۔ اتنے حصہ طواف کو پھر سے ادا کرے اور بہتر یہ ہے کہ باب حجر اسمٰعیل پر پہونچنے سے پہلے اپنے بدن کو بائیں طرف کج کرے اور حجر اسماعیل کے دوسرے دروازے پر

پہونچنے سے پہلے اپنے بدن کو داہنی طرف کج کرے تاکہ بایاں شانہ خانہ کعبہ
سے ہٹنے نہ پائے اور ارکان خانۂ کعبہ پر پہونچنے کے وقت بھی ایسا ہی کرے
چہارم حجر اسمعیل کو جو انکی والدہ کا مدفن ہے طواف میں اس طرح داخل کرے
کہ اس کے گرد تو پھرے مگر اس کے اندر نہ جائے پانچویں۔ خانۂ کعبہ اور مقام
حضرت ابراہیم خلیل کے درمیان طواف ہونا چاہیے۔ خانہ کعبہ اور مقام ابراہیم کے
درمیان کی مسافت تقریباً ساڑھے چھبیس ہاتھ ہے اتنی ہی مسافت خانہ کعبہ
کے چاروں طرف ملاحظہ کرکے اس حد کے اندر طواف کرے پس اگر اس مقدار
سے زیادہ حالت طواف میں دور ہوجائے گا تو جتنا دور ہوا ہے اتنا طواف
باطل ہے اور حجر اسمعیل کی جانب سے طواف کی جگہ ۶ ہاتھ اور کچھ کسر ہے
اور اس سے زیادہ نہیں ہے چھٹے۔ طواف کرنے والے کا خانہ کعبہ سے اور
جو کچھ کہ خانہ کعبہ میں محسوب ہے اس کے باہر نکل جانا وہ صفہ کو چاپ ہے
اطراف خانۂ کعبہ میں جو شاذروان کہلاتا ہے۔ اگر اس رستے پر چلا جائے
طواف باطل ہے ساتویں۔ طواف میں سات چکر لگانا نہ کم نہ زیادہ۔

فصل۔ نماز طواف کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ طواف عمرہ کے بعد دو رکعت نماز طواف واجب ہے

مثل نماز صبح کے مقام ابراہیم میں بجالائے اور احوط یہ ہے کہ اس پتھر کے
پیچھے نماز پڑھے جس پتھر کے سامنے جناب ابراہیم کھڑے ہوئے تھے اور اُن حضرت
کا نشان قدم اسپر ہے۔ پس نیت کرے کہ دو رکعت نماز طواف حج تمتع پڑھتا
ہوں اور احوط یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس نماز کو اسی ٹھکانے پر جہاں یہ پتھر ہے
بجالائے کسی دوسری جگہ نہ پڑھے۔ اور اگر ایسا نہ کر سکے تو اس کی پشت پر
پڑھے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دو جانب میں سے کسی ایک جانب بجالائے
بہتر ہوگا کہ اس دو رکعت نماز کے بجالانے میں پہلی رکعت میں حمد کے
بعد (سورہ قل ہو اللہ) اور دوسری میں حمد کے بعد (قل یا ایہا الکافرون)
کا سورہ پڑھے لیکن طواف مستحب کی نماز کو اختیاراً ہر مسجد میں ادا کر سکتا ہے

(مسئلہ ۱۹)

مکلف پر واجب ہے کہ ہر وقت خصوصاً ارادہ حج کے وقت اپنی نماز
کو صحیح کرے۔ اگر نماز صحیح اور درست نہ ہوگی اس کے عمرہ کے طواف کی
نماز باطل ہوگی۔

فصل۔ سعی کے بیان میں

نماز طواف کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان کہ مقرر مقام مسجد کے

نزدیک ہیں سعی کرے یعنی آمد و رفت کرے سعی مثل طواف کے ایک رکن ہے اور جس نے اس کو ترک کیا گویا طواف کو ترک کیا اور سعی میں حدث اور خبث سے طہارت شرط نہیں ہے اسی طرح ستر عورت بھی شرط نہیں ہے لیکن حدث سے طہارت کا لحاظ احوط ہے اور واجب ہے کہ سعی کو شروع کرے صفا کے اول حصہ سے اس طرح سے کہ پتھر کے ریشے کے اوپر ایڑی رکھے جو مسافت کے شروع کا پہلا حصہ ہے اور احوط اور اولی یہ ہے کہ صفا سے ۴ درجہ اوپر جائے اور نیت کرے اور نیچے اترنے تک اس نیت پر باقی رہے نیت اس طرح کرے کہ سات مرتبہ سعی کرتا ہوں میں فرض عمرہ تمتع میں خداوند عالم کے فرمان کی اطاعت کے لئے پس وہاں سے پیدل یا کسی حیوان پر سوار ہو کر یا آدمی کے کندھے پر مروہ تک پہونچے اس طرح سے کہ پیروں کی انگلیوں کو مروہ کے اس درجے پر لگائے جہانتک کہ مروہ کے اوپر جاتے ہیں اور اس کو ایک پھیرہ شمار کرے اور احوط اور اولی مروہ کے تمام درجوں کے اوپر جانا ہے اور وہاں سے پھر لوٹے اس طریقے سے جیسے کہ صفا سے مروہ کی طرف چلا تھا یہانتک کہ صفا پر پہونچ کر اسی طرح ختم کرے جیسا کہ مروہ پر پہونچ کر پہلا پھیرہ ختم کیا تھا۔ پس ایک دفعہ

آنا اور ایک دفعہ جانا دو پھیرے کئے جائینگے اور ساتواں پھیرہ مروہ پر ختم ہوگا۔ اور آنا اور جانا معمولی راستہ سے واجب ہے مسجد الحرام میں سے گذر کر جانا یا سوق اللیل کی طرف سے جانا کافی نہیں ہے اور حالت سعی میں دہنے بائیں کنکھیوں سے دیکھنا کچھ حرج نہیں لیکن بالکل ہی پلٹ نہ جائے۔ جاننا چاہیے کہ صفا یا مروہ پر ستانے کے لئے بیٹھ جانا جائز ہے۔

(مسئلہ ۲۰)

سعی میں اس سبب سے دیر کرنا کہ طواف میں تھک گیا تھا یا حرارت ہوا کے کم ہو جانے کا انتظار کرنا جائز ہے لیکن دوسرے دن تک دیر نہیں کر سکتا ہے۔

فصل تقصیر کے بیان میں

سعی سے فراغت کے بعد تقصیر واجب ہے یعنی کچھ ناخون، مونچھوں داڑھی، سر کے بال کاٹنا اور تقصیر کے وقت یہ نیت کرے کہ تقصیر کرتا ہوں میں واسطے محل ہونے کے عمرہ تمتع سے جو فرض ہے حجۃ الاسلام میں فرمانبرداری خدا کے لئے اور صرف تقصیر کافی نہیں ہے بلکہ حرام ہے

جاننا چاہیئے کہ تقصیر کے بعد شخص محرم پر جو چیزیں حرام ہو گئی تھیں وہ حلال ہو جاتی ہیں اور بغیر پورا سر منڈاسے ہوئے حکم تقصیر پورا نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اپنی بیوی بھی حلال نہیں ہوتی۔ عمرہ میں طواف نساء نہیں ہے اگرچہ اسکا بجالانا مع نماز کے تقصیر کے بعد احوط اور اولی ہے۔

مقصد دوم افعال حج کے بیان میں اور وہ پندرہ عمل ہیں

اول حج تمتع کے واسطے احرام ہے۔ جب معلوم ہوا کہ عمرہ میں تقصیر کے بعد مکلف پر وہ چیزیں حلال ہو جاتی ہیں جو احرام باندھنے کے بعد حرام ہوئی تھیں۔ پس حج تمتع کے واسطے احرام واجب ہو گیا۔ بہتر ہے کہ دوسرے مقاموں کے بجائے مکۂ معظمہ اور مسجد الحرام میں احرام باندھے اور تحت میزاب یا مقام ابراہیم علیہ السلام اس مطلب کیلئے بہتر ہے اور لازم ہے کہ یہ نیت کرے کہ حج تمتع بجا لاتا ہوں قربۃً الی اللہ پھر احرام حج کی نیت کرے اسطرح سے کہ احرام باندھتا ہوں میں تاکہ قرار دوں اپنے اوپر اُن چیزوں کے ترک کو جو محرم پر حرام ہیں

احرام حج تمتع میں خداوند عالم کے فرمان کی اطاعت کے لئے
اور وہی احرام عمرہ کا سا اس کا بھی حال ہے اور یہ احرام مستحب ہے کہ
ظہر اور عصر کی نماز کے بعد آٹھویں ذی الحج کو باندھے کہ جس وقت
محرم ہو احرام کے بعد عرفات میں وقوف بجا لا سکے ۔
دوم وقوف عرفات کا ہے جو واجب ہے اور عرفات ایک
مقام کا نام ہے جس کی حدیں معروف ہیں مثل ثویہ و ذی المجاز
و عرنہ و اراک لیکن یہ مقامات عرفات سے خارج سمجھے جاتے ہیں
اور مراد وقوف سے عرفات میں موجودگی ہے جو رکن ہے عمداً
خواہ سوار خواہ پیادہ ساکن یا متحرک ۔ ہاں اگر تمام زمان وقوف
میں سوتا رہا یا بیہوش رہا اسکا وقوف باطل ہے اور واجب ہے
وقوف میں نیت اس طرح سے کہ رہونگا عرفات میں آج کے ظہر کے
وقت سے حجۃ الاسلام کے حج تمتع میں خداوند عالم کے فرمان کی
اطاعت کے لئے اور یہ وقوف عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کو ہونا چاہیئے

(مسئلہ ۲۱)

وقوف کا صرف مسمی رکن ہے نہ کہ کل وہ زمانہ جس کا ذکر ہوا پس اگر

سہواً یا عمداً اسمیں تھوڑا وقت چھوٹ گیا اس سے حج باطل نہیں ہوتا۔ لیکن اگر کوئی محض عمداً ایسا کرے تو گناہگار ہوگا۔ اور مذکورہ وقت عرفہ میں وقوف کا اختیاری وقت ہے پس اگر کوئی محض معذور ہوا اور عذر کے سبب سے عرفہ کے دن وقوف کو عمل میں لاسکے اسکے واسطے کافی ہے کہ شب عید میں رات کا کچھ حصہ چاہیے کتنا ہی کم ہو عرفات میں وقوف کرے اور اس مدت وقت کو وقت اضطراری وقوف عرفہ کہتے ہیں۔ لیکن چاہیئے کہ صبح سے قبل اپنے تئیں مشعر الحرام میں پہونچا دے تاکہ طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان مشعر میں رہے اور اگر ممکن نہ ہو تو طلوع آفتاب سے ظہر تک اگر مشعر میں ٹھہرے حج اسکا صحیح ہے۔ اگر سنیوں کے قاضی کے سامنے ذی الحجہ کا چاند ثابت ہوجاے اور شیعوں کے نزدیک شرعاً ثابت نہوا ہو اس صورت میں سنیوں کا عرفہ شیعوں کے نزدیک آٹھویں ذی الحجہ ہوگی اگر کسی قسم کا خوف نہیں ہے تقیہ نہ کرے اور اپنی شریعت کے مطابق عمل کرے اور اگر خوف زدہ ہوا اور روک ٹوک ہو۔ تو مسماۃ وقوف اختیاری کو عرفہ کے دن اگر نہ کرسکے تو وقت اضطراری میں اتنا وقوف

اس طور پر حاصل کر لے کہ اسکے بعد مشعر میں وقوف حاصل ہو سکے۔ اور
اعمال روز عید کو منیٰ میں بجا لائے اور اگر وقوف عرفات میں میسر نہ ہو
اور مشعر میں وقوف کر سکا اس کا حج صحیح ہے اور اگر مشعر میں بھی وقوف
نہ کر سکا تو حج باطل ہے۔ پس تقیہ اس مقام میں عمل کو صحیح نہیں
کرتا ہے۔

اس مقام کے مستحبات کی تفصیل اور دعائیں مناسک حج
میں مفصل لکھ چکا ہوں ان کو ملاحظہ کیجئے۔

فصل وقوف مشعر الحرام کے بیان میں

جب شب عید قرباں عرفات سے کوچ کر کے مشعر الحرام میں پہونچے
تو نیت اسطرح کرے کہ آج کی رات صبح تک مشعر الحرام میں خدا کی
رضامندی کے لئے رہونگا۔ اور جب طلوع فجر ہو مشعر میں وقوف کی
نیت کرے کہ مشعر میں رہونگا طلوع آفتاب تک حج تمتع کی بابت
واجب قربتہً الی اللہ۔ یہ وقت اختیاری وقوف کا ہے اور وقت
اضطراری وقوف مشعر کا معذور کیواسطے وقت اختیاری ہے قربانی کے دن
طلوع آفتاب سے ظہر تک اور وقوف مشعر کے لئے تیسرا وقت بھی ہے
اور وہ عورتوں اور بیماروں اور بڈھوں کے لئے ہے کہ عید قرباں کی

رات کو مشعر الحرام میں بقصد وقوف بسر کریں اور بسبب ہجوم کے یا مشقت شاقہ کے طلوع فجر کے بعد یا اگر کسی کو ضروری کام ہو تو قبل طلوع فجر اسی رات بھی مشعر سے خارج ہو سکتا ہے ایسے لوگوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے مگر اس میں شرط یہ ہے کہ انھوں نے عرفات میں وقوف کیا ہو۔

(مسئلہ ۲۲)

جو شخص کہ دونوں اختیاری وقت میں مشعر اور عرفہ میں پہونچا اس کا حج صحیح ہے۔ دوسرا اس شخص کا حج کہ ان میں سے ایک کو اختیاراً اور دوسرے کو اضطراراً ترک کیا ہو تیسرے اس کا حج جس نے عرفہ کو اختیاری درک کیا اور مشعر درک نہ کیا۔ چوتھے اس کا حج کہ مشعر کو اختیاراً درک کیا فقط اور عرفات کو درک نہ کیا اور حج ایسے شخص کا کہ اسنے دونوں کو اضطراراً درک کیا ایسے سب لوگوں کے حج صحیح ہیں لیکن آخر والے کے واسطے احوط یہی ہے کہ سال آیندہ پھر حج کرے۔

لیکن ایسے لوگوں کا حج باطل ہے جنھوں نے نہ عرفات کو

درک کیا نہ مشعر کو۔ (۲) یا عرفات کو اضطراری درک کیا فقط۔ (۳) جس نے فقط مشعر کو اضطراری درک کیا۔

فصل واجبات منیٰ کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ مشعر الحرام سے کوچ کے بعد روز عید مکلف پر منیٰ کی طرف بازگشت واجب ہے اور اسمیں تین امر واجب ہیں۔

امر اول ۔ رمی جمرۂ عقبہ یعنی سنگریزے مارنا جمرہ پر کہ وہ ایک جگہ کا نام ہے جو سنگریزے مارنے کی ہے۔ سنگریزے مارنے کا وقت عید قرباں کے دن طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک ہے اور اگر بھول گیا تو تیرہ ۱۳ تاریخ تک بھی سنگریزے مار سکتا ہے۔ اگر یاد ہی نہ آیا تو سال آئندہ خود یا اس کا نائب بجا لائے۔ اور شرط یہ ہے کہ پتھر کے چھوٹے روڑے ہوں ڈھیلے یا سرمہ کے ٹکڑے یا سونے چاندی کے نہ ہوں اور نہ معمولی سنگریزوں سے بڑے ہوں۔ اور اُن سنگریزوں کو حرم سے چنا ہو مسجد الحرام اور مسجد خیف سے نہ چنا ہو۔ سات عدد ہوں۔ اور طاہر ہوں اور پہلے ہی پہل

لیے گئے ہوں۔ یعنی رمی جمرات کے کام میں پہلے سے
نہ لائے گئے ہوں اور سنگریزے مارنے میں چند شرطیں ہیں
اول۔ نیت کرے کہ سات سنگریزے حج تمتع میں جمرہ
عقبہ پر مارتا ہوں واجب قربۃً الی اللہ
دوسرے یہ کہ انگلیوں کے سرے سے مارے ہتھیلی سے
پھینکنا یا جمرہ پر رکھ دینا کافی نہیں ہے۔
تیسرے شرط یہ ہے کہ جمرہ پر شخص مکلف ہی کے ہاتھ سے
پہونچ جائے۔ اگر نہ پہونچا یا راہ میں گڑا کھا کر پھر پہونچا یا پھینکنے
والے کے ہاتھ سے تو نکل گیا اور کسی دوسرے انسان یا حیوان کی
حرکت دینے سے جمرہ تک پہونچے کافی نہیں ہے اور اگر پہونچنا
مشکوک سمجھے تو نہ پہونچنے میں شمار کرے۔
چوتھے ساتوں سنگریزے ایک ہی دفعہ نہ پھینک دے
بلکہ یکے بعد دیگرے اور شمار میں اتنے پھینک دے کہ ان میں سے
سات عدد جمرہ تک پہونچ جائیں اور پھینکنے میں زیادہ دیر نہ کرے
اگرچہ پے در پے پھینکنا شرط نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ

سنگریزہ پھینکتے وقت خود بھی باطہارت ہو۔

(امر دوم) ہدی کا ذبح کرنا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ حج تمتع کرنے والے حاجی پر ایک گوسفند کی ہدی کا ذبح کرنا واجب ہے۔ ایک ہدی کئی حاجیوں کے واسطے کفایت نہیں کرتی۔ اور اگر ہدی خریدنے کا مقدور نہ ہو تو دس روز روزے رکھے۔ تین روزے حج میں رکھے اور سات روزے حج سے لوٹنے کے بعد۔ اور اگر ہدی نہ مل سکے تو اس کی قیمت کسی معتمد کے پاس رکھوا دے کہ بقیۂ ماہ ذی الحجہ میں خرید کر کے ذبح کر دے اور اگر اس سال میسر نہ ہو تو سال آیندہ خریدے اور معذور ہونے کی صورت میں بھی ایام تشریق تک بلکہ آخر ذی الحجہ تک تاخیر جائز ہے اور ہدی اونٹ ہو یا گائے یا گوسفند۔ اگر اونٹ ہو تو پورے پانچ سال کا۔ چھٹے میں داخل ہوا ہو اور اگر گائے یا بکری ہو۔ تیسرے سال میں داخل ہوا اور بھیڑ ساتویں مہینہ میں داخل

ہوئی ہو لیکن احتیاط یہ ہے کہ پورے ایک سال کی ہو اور شرط یہ ہے کہ صحیح الاعضا
اور مکمل ہو لنگڑی۔ اندھی۔ بہت بوڑھی اور بیمار نہ ہو۔ کینکٹی سینگ ٹوٹی
یعنی اندرونی سینگ اُس کا ٹوٹا نہ ہو اور چاہیے کہ دبلی اور عیب دار
نہ ہو۔ کان چھدی اور کان کٹی کا ترک بھی احوط ہے۔ اور اُس حیوان
کی بھی قربانی نہیں ہو سکتی جو پیدائشی طور پر دم یا کان نہ رکھتا ہو۔ یا
آختہ کرنے کے لیے اس کی رگیں یا خصیے ملے گئے ہوں یا جس حیوان
کے خصیہ کو کوٹ ڈالا ہو کافی نہیں ہے اور احوط یہ ہے کہ ذبیحہ میں
سے کچھ خود کھائے اور کچھ ہدیہ دے اور صدقہ دے اور یہ بھی احوط ہے
کہ صدقہ اور ہدیہ ہر ایک ذبیحہ کا ثلث ہو۔ ہدیہ اور صدقہ مومنین
کو دے۔ اور جن کا ایمان اور اسلام معلوم نہیں ہے اُن کو ذبیحہ دینا
جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ مستحق بھائیوں کو ہدیہ اور صدقہ دے
اور وہ اُن لوگوں کو دے دیں۔

امر سوم سر منڈانا۔ مونچھوں کے بال کتروانا۔ ناخن کٹوانا مردوں
کیلئے عورتوں اور خنثی کیلئے سر منڈانا نہیں ہے۔ نیت اسطرح سے کرے سر منڈاتا ہوں یا

ناخن لیتا ہوں میں فرض حج تمتع میں واجب قربۃً الی اللہ اور بہتر یہ ہے کہ حجام بھی نیت کرے۔ اور جب حاجی سر منڈانے اور تقصیر ناخن و بال کے کام سے فارغ ہو گیا تو جو چیزیں اُسکے واسطے احرام کے بعد حرام ہو گئی تھیں حلال ہو جاتی ہیں۔ مگر عورت اور شکار اور بوئے خوش۔

(مسئلہ ۲۳)

اگر سر منڈانا یا تقصیر عید کے دن بھول گیا اور منیٰ سے باہر نکل آیا۔ واجب ہے سر منڈانے کیلیے لوٹ جائے۔ اور اگر لوٹ جانا ممکن نہ ہو تو اپنے ٹھکانے ہی پر مونڈے اور بالوں کو منیٰ بھیجدے اگر ممکن ہو۔ اور اگر بال منڈانے کے لیے خود منیٰ کو لوٹ گیا ہے تو منڈانے کے بعد طواف کا اعادہ واجب ہے۔

فصل ادائے مناسک منےٰ کے بعد کے واجبات کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ منےٰ سے طواف حج اور اس کی نماز

اور سعی اور طواف نساء اور اُس کی نماز کے واسطے مکّہ کو لوٹ آنا واجب ہے اور حج تمتع کرنے والے حاجی کے لیے گیارھویں تاریخ تک تاخیر کرنا جائز ہے اور نیّت طواف کی اس طرح ہو کہ طواف حجۃ الاسلام کے حج تمتع کا بجالاتا ہوں واجب قربتہ الی اللہ۔

اور کیفیت طواف حج اور اُس کی نماز اور سعی کی وہی ہے جو عمرہ میں بیان کی جاچکی ہے صرف نیّت حج تمتع کے واسطے کرے۔ طواف اور اسکی نماز اور سعی مابین صفا اور مروہ کے بعد خوشبو بھی اُس پر حلال ہوجاتی ہے اسکے بعد طوافِ نساء شروع کرے اور نیّت کرے کہ طوافِ نساء بجالاتا ہوں میں حج تمتع کا قربتہ الی اللہ۔ اور سابق کی طرح طواف کرکے ۲ رکعت اسکی نماز تمام کرے اسکے بعد شکار اور بیوی جو احرام کے بعد حرام تھی حلال ہوجاتی ہے۔ جاننا چاہیے کہ طواف نساء گو واجب ہے اور بغیر اسکے بیوی بھی حلال نہیں ہوتی لیکن ارکان حج سے نہیں ہے اگر طواف نساء کو ترک کریگا حج باطل نہ ہوگا لیکن بیوی

بھی اُس پر حلال نہو گی یہاں تک کہ عقد اور اس کی گواہی بھی اس کیلئے حلال نہو گی

فصل منیٰ میں شب ہاے تشریق میں رات بسر کرنیکے بیان میں

جاننا چاہیے کہ عید کے دن جب حاجی طواف اور سعی کے واسطے مکہ کو جلئے واجب ہے کہ منیٰ کو لوٹ آے تاکہ گیارھویں اور بارھویں کی شب وہاں بسر کرے اور وہ شخص کہ جس نے حالت احرام میں بیوی اور شکار سے پرہیز نہیں کیا ہے اُس پر واجب ہے کہ تیرھویں شب بھی وہیں رہے اور اگر پرہیز کیا ہے تو یہ تیرھویں شب بسر کرنا اوس پر واجب نہیں ہے اور اسکے لیے جائز ہے کہ بارھویں تاریخ ظہر کے بعد کوچ کرے مگر یہ کہ اتفاقاً رہ جائے کہ رات ہو جائے۔

لازم اور واجب ہے کہ شام داخل ہونیکے بعد رات بسر کرنے کی نیت یوں کرے کہ آج کی رات یہاں بسر کرتا ہوں میں حج تمتع میں واجب قربتہً الی اللہ اور رات بسر کرنے کی حد آدھی رات تک ہے اگر چاہے تو آدھی رات کے بعد باہر جا سکتا ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ قبل طلوع فجر مکہ میں داخل نہ ہو۔ اور جو شخص کہ منیٰ میں رات بسر کرنے کو ترک کرے اُس پر واجب ہے کہ ہر شب کے بدلے ایک گوسفند قربانی کرے

چاہے عمداً ہو چاہے بھولے سے خواہ جاہل مسئلہ ہو خواہ مختار ہو خواہ معذور ہو۔ لیکن اگر معذور ہے تو گناہگار نہ ہوگا لیکن اگر کوئی بیمار یا اپنے مال پر قابو پانیسے وقت کے اندر مایوس ہو تو کفارہ گوسفند کا اُس پر واجب نہیں

فصل تینوں جمروں پر سنگریزے پھینکنے کے بیان میں

اِن دنوں میں کہ جن کی راتوں کا منیٰ میں بسر کرنا واجب ہے یعنی گیارھویں اور بارھویں تاریخ تینوں جمروں پر سنگریزے مارنا واجب ہے طلوع آفتاب کے بعد بشرط ترتیب یعنی پہلے جمرہ پر جو مشعر سے نزدیک ہے اور مکہ سے دور تر ہے بعد اسکے جمرۂ وسطےٰ پر بعد اسکے جمرۂ عقبہ پر بدستور سابق ۔ اور کسی کو اگر تیرھویں شب بھی وہاں بسر کرنا پڑا تو تیرھویں تاریخ تینوں جمروں پر سنگریزے مارے جانا چاہیے کہ گزرے ہوئے دن کے بعد یا آئندہ روز کے لیے رات کو رمی جمرات نہیں کرسکتا۔ مگر وہ معذور کہ جس کے لیے دن کو رمی جمرات ممکن نہیں پس اُس روز رات کو سنگریزے مارسکتا ہے اگر کوئی شخص دوسرے روز تک سنگریزے مارنا بھول گیا اول سنگریزے مارنے کی قضا کو ادا کرے پھر اُس روز کے دوسرے واجبات بجالائے اور حج تمتع کرنیوالا حاجی ایام مذکورہ میں اعمال حج سے کلیتہً فارغ ہوجاتا ہے

(مسئلہ ۲۴)

مکہ معظمہ میں مستحب ہے طواف وداع وزیارت مقام ولادت حضرت رسالت مآبؐ، وزیارت قبر جناب ابی طالبؑ، غار حرا کو جانا اور زیارت منزل خدیجہ کبریٰ اور تاکیدی مستحب ہے مدینہ ہو کر واپسی بقصد زیارت قبر رسالتمآبؐ اور حضرت فاطمہ زہراؑ اور جو حضرات ائمہ جنت البقیع میں مدفون ہیں اور حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ اگر حاجی ان بزرگواروں کی زیارت نہ کرے تو گویا اُن پر جفا کی۔ اس مختصر میں صرف واجبات پر اکتفا کی ہے اعمال عمرہ اور حج تمتع کے مستحبات اور مفصل دُعائیں مناسک حج میں مفصل لکھ چکا ہوں وہ ملاحظہ ہوں۔

والحمد للہ علیٰ اتمامہٖ

مقصد آخر احکام جہاد کے بارے میں

جاننا چاہیئے کہ جہاد منجملہ فروع دین سے ہے جو ہر مسلم مرد بالغ عاقل آزاد پر جو بڈھا بیمار زمین گیر نہ ہو واجب کفائی ہے بشرطیکہ امام معصوم واجب الاطاعت یا نائب خاص امام علیہ السلام کے حکم سے مامور ہوا ہو۔ اور چونکہ اس زمانۂ غیبت حضرت امام زماں علیہ السلام روحی لہ الفدا وعجل اللہ تعالیٰ فرجہ وجعلنا من اعوانہ وانصارہ میں یہ شرط مفقود ہے لہذا اس زمان غیبت امام علیہ السلام میں صرف چند مخصوص مسئلوں کے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

(مسئلہ ۱)

جاننا چاہیئے کہ دین مبین کے قوانین مقدسہ ممالک اسلامیہ کے نظام داخلی اور خارجی کے جملہ موجبات کے متکفل ہیں کہ جن سے بقاء دین ہے اور مسلمانوں کا ناموس محفوظ ہے اور دوسری قسم یعنی جہات دین اور ممالک اسلامیہ کی حفاظت کفار کی مداخلت سے اور دشمنان اسلام پر غلبہ حاصل کرنا فقہائے دین متین کی اصطلاح میں حفظ بیضۂ

اسلام کہلاتا ہے اور مسلمانوں پر جو کچھ واجب ہے انہیں سے اہم واجب ہے

(مسئلہ ۲)

غیبت امام زمان علیہ السلام کے زمانہ میں یعنی آجکل جہاد دفاعی مسلمانوں پر واجب ہوجاتا ہے جب کہ کفار ممالک اسلامیہ اور مسلمانوں پر ہجوم کریں کہ جس سے زوال بیضۂ اسلام کا خوف ہو۔

(مسئلہ ۳)

اس آیۂ شریفہ کے مطابق واعدوالھم مااستطعتم من قوۃ مسلمانوں پر واجب ہے کہ علوم اور صنائع اور ہر طرح کی مادی اور ادبی قوتوں سے اس زمانہ کے موافق جہاں تک کرسکیں اپنے کو تیار رکھیں جس سے حفاظت بیضۂ اسلام کے لئے ہجوم کفار کے وقت مستعد رہیں۔ اور جب کبھی کفار کا ہجوم بیضۂ اسلام پر تدابیر فنیہ اور عملیات ادبیہ اور نشریات کتب سے ہو جن سے اسلام کی تردید ہو تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ انھیں ادبی اور علمی ہتھیاروں سے انکار ذکریں اور بیضۂ اسلام کو زوال سے محفوظ رکھیں یہ بھی ایک قسم جہاد کی ہے بلکہ اقسام جہاد میں اہم ہے۔

(مسئلہ ۴)

جو مسلمان شیعہ نہیں ہیں جیسا کہ اہل سُنّت ۔ اگر ان کی جنگ کافروں سے چھڑ جائے اور شیعوں سے مدد اور شرکت چاہیں تو اس وقت شیعوں پر واجب ہے کہ مجتہد اعلم جامع الشرائط شیعہ کہ نائب عام امام زماں علیہ السلام کا ہو اس کی طرف رجوع کریں۔ اگر مجتہد اعلم معلوم کرے کہ بیضۂ اسلام خطرہ میں ہے اور اہل سنّت کی جنگ کفار کے مقابلہ میں توحید اسلام اور نبوّت حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ و آلہ کی حفاظت کیلئے ہے تو جہاد دفاعی کے وجوب اور اس دفاع میں شیعوں کی شرکت کے لازم ہونے کا حکم کرے گا۔ تاکہ ہجوم کفار کا خطرہ دفع ہو۔ ایسی حالت میں عوام شیعہ کی تکلیف حکم مجتہد اعلم کی اطاعت کرنا ہے۔

اور جاننا چاہیئے کہ اسلامی استقلال کا شرف اور

امتیازات دینیہ کی حفاظت موقوف ہے اِس بات پر کہ
امارت اور سلطنت خود مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو۔
کیونکہ اگر امارت تسلط کفار کا ان ممالک پر ہو جائے گا
توجو امتیازات اور نوامیس اعظم دین اور مذہب کے ہیں
اور اہل دین کی عزت اور شرف استقلال اسلامی
نیست و نابود ہو جائے گا۔ ہر چند کہ مسلمان ثروت
مکنت و آبادی اور ترقی ظاہری مملکت کے اعلےٰ
درجہ پر پہونچ جائیں۔ اور اسی سبب سے شریعت مقدسہ
میں بیضۂ اسلام کی حفاظت جمیع تکالیف اور سلطنت اسلامیہ
اور شعبۂ امامت سے اہم مقرر ہوئی ہے۔
تفصیل اور تحقیق اس مطلب کی مبحث امامت میں علم کلام
میں موجود ہے اور ہمارے اِس مبحث سے خارج ہے۔

(مسئلہ ۵)

جب کفار سے محاربہ ہو تو پانی یا ہوا کو ان کے لئے زہریلا
کر دینا یا گھونٹ کے مار ڈالنے والی گیسوں سے ان کو مار ڈالنا
جائز نہیں ہے۔ نہ ان کے بچوں اور عورتوں کا قتل کرنا جائز ہے
حال غیبت امام علیہ السلام میں زنا وغیرہ کی حد جاری کرنا امام علیہ السلام
کے عام نائب یعنی مجتہد جامع الشرائط کا کام ہے۔ اسی طرح
امر بہ معروف اور منکرات سے نہی۔ اگر خونریزی کے درجہ تک پہنچے
تو نائب عام امام علیہ السلام کا کام ہے اور سب مسلمانوں پر واجب
ہے کہ مجتہد جامع الشرائط کا ساتھ دیں اور اسکے احکام اور فتوے پر
عمل کریں اور اسکے احکام اور فتووں کو امام زماں علیہ السلام کے
آرائے مقدسہ اور احکام واجب التعمیل کی جگہ جانیں بشرطیکہ وہ
نائب اور مجتہد ان اوصاف اور شرائط کا جامع ہو جن کا ذکر بحث
تقلید میں ہو چکا ہے

مسئلہ ۶

سوائے یہود اور نصاریٰ اور مجوس کے باقی
کفار حربی ہیں۔ اور اسی طرح یہ تینوں فرقے بھی اگر مطیع اسلام
نہ ہوں اور شرائط ذمہ پر عمل نہ کریں حربی ہو جاتے ہیں۔

اور کفار کے کل فرقوں اور قسموں سے ربا لینا جائز ہے
ہر چند ان سے معاہدہ ہوچکا ہو علی الاقوی ۔

(مسئلہ ۷)

چونکہ نفس امارہ کی شہوتوں اور خواہشوں کی کوئی حد نہیں ہے
اگر ان خواہشوں کا کوئی معتدل اور منتظم رکھنے والا نہو لا محالہ مظالم
اور بری باتیں اختیار کرنا اور اچھی باتوں کا چھوڑ دینا لازم آئے گا
اور ان خواہشوں کا پورا کرنے والا دوسروں کے راحت و آرام و
امن کو تباہ کرکے خود بھی خواہشوں کی آگ میں جل جائیگا ۔ پس
لازم ہے کہ نیک کاموں کا حکم کرنے والا اور بری باتوں سے روکنے والا
موجود ہو ۔ اور یہی امر بمعروف اور منکرات سے نہی کرنا دین مبین میں
واجب کفائی ہے قرآن مجید میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ " ولتکن منکم امۃ
یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر " یعنی
تم میں ایک گروہ ہونا چاہیئے جو نیکی کی طرف دعوت دے اچھی باتوں کا
حکم دے بری باتوں سے روکے ۔ اور حدیث نبوی میں آیا ہے لتامرن
بالمعروف ولتنھن عن المنکر او لیسلطن اللہ شرارکم علی

خیارکم فیدعو خیارکم فلا یستجاب لھم تم کو چاہیئے
لوگوں کو نیکی کا حکم دو برائی سے منع کرو ورنہ خدا تمھارے اوپر بروں کو
مسلط کریگا۔ پس تمھارے نیک لوگ دعائیں مانگیں گے اور قبول
نہ ہونگی۔ جاننا چاہیئے کہ امر واجب کا حکم اور امر حرام سے نہی
واجب ہے۔ اور مستحب کا حکم اور امر مکروہ سے نہی مستحب ہے۔
شرط وجوب چار ہیں۔ پہلے معروف اور منکر کو جاننا
اور پہچاننا۔ دوسرا امر اور نہی کے اثر کرنے کا احتمال رکھتا ہو۔
تیسرے مرتکب فعل حرام یا ترک واجب کرنے والے سے انزجار ظاہر نہو
چوتھے کوئی فساد نہو۔

مسئلہ ۸

اول مرتبہ امر بہ معروف اور نہی از منکر انزجار قلبی
ہے۔ پھر زبان سے ظاہر کرنا پھر ہاتھ سے منع کرنا مارنے
کی حد تک لیکن اگر زخم یا خونریزی تک پہونچے بدون
اذن امام یا نائب امام جائز نہیں۔

مسئلہ (۹)

ہر شخص کو جائز ہے کہ اپنے غلام مملوک کو حد لگائے لیکن اپنی بیوی یا اولاد پر حد جاری نہیں کر سکتا ایسی حد کا جاری کرنا حاکم شرع کا کام ہے ۔



فہرست مختصر مہمات عملیہ

